National Library
Bibliothèque Nationale
OCT 26 1982

October 7 , 1982 — نہ لاؤ کبھی یاس کی گفتگو ٭ کہ قرآن میں آیا ہے لاتقنطوا — VOL: 6 NO.

EDITOR Sohail Akhtar

THE MESSENGER
FORTNIGHTLY NEWSPAPER

پیغامبر
اسکاربرو (کینیڈا)
مدیر: سہیل اختر

PERSONNEL
Phone: 416-282-8871

100 Caronia Sq., Scarborough, Ont, M1B 2Z8

REPRESENTATIVE
F. J. Kowalski
Phone: 416-922-5258

امریکہ نے پی ایل او سے فریب کیا ہے، سابق وزیر خارجہ ہیگ کا انکشاف

صدر ریگن نے پی ایل او کو یقین دلایا تھا کہ اسرائیل بیروت پر حملہ نہیں کرے گا

نیویارک ——— امریکہ کے سابق وزیر خارجہ الیگزینڈر ہیگ نے کہا ہے کہ صدر ریگن کی انتظامیہ نے پی ایل او کو یقین دلا کر دھوکہ دیا تھا کہ اسرائیل کبھی مغربی بیروت پر حملہ نہیں کریگا، امریکی ٹیلیویژن ... [illegible]

فوجی ڈاکئے

[illegible]

کینیڈا اور ۳ عرب ممالک کے وزرائے خارجہ سے صاحبزادہ یعقوب کی ملاقاتیں

مشرق وسطیٰ اور جنوبی ایشیا کی صورتحال پر غور — برا ؤنے یونیورسٹی میں خطاب کیا

[illegible]

ماڈرن لینگویجز انسٹی ٹیوٹ کیلئے جاپانی گرانٹ

اسلام آباد — حکومت جاپان نے ایک لاکھ ... [illegible] ... اسلام آباد کو جاپانی لینگویج لیبارٹری قائم کرنے کیلئے دی ہے۔ کچھ پاکستانیوں نے جاپانی زبان سیکھنے میں دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔

ایف ۱۶ طیاروں کی فراہمی تک پاکستانی سرحدوں پر بہت کچھ ہو سکتا ہے

روس تخریب کاری کے لئے لاکھوں ڈالر فراہم کر رہا ہے

[illegible]

لاہور ایئرپورٹ پر طیارے میں ایئر ہوسٹس پر پُراسرار مسافر کا حملہ

ایئر ہوسٹس کے کپڑے پھاڑ ڈالے گئے، مسافر ایئر ہوسٹس کے ساتھ باتھ روم میں گھس گیا

[illegible]

میرٹھ میں کرفیو کے باوجود ہندوؤں نے ۲۸ مسلمانوں کو شہید کر دیا

بلوائی پولیس کی حفاظت میں مسلمانوں پر حملہ آور ہو گئے ہیں

نئی دہلی ——— میرٹھ میں ہندوؤں نے پولیس کی مدد سے مسلمانوں پر پھر سے حملے شروع کر دیئے ہیں اور ۲۸ مسلمانوں کو شہید کر دیا ہے ... [illegible]

[illegible] بولی ویزے لگے [illegible] پکڑے گئے

[illegible]

کوئٹہ کے سرجن تاگی کو فیل ہونے والے طالب علم نے گولی مار کر ہلاک کر دیا

کوئٹہ ——— بلوچستان کے مشہور سرجن اور بولان میڈیکل کالج کے پروفیسر عبدالستار تاگی کو ایک طالب علم نے گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے ... [illegible]

پچھ
علاج اس کا بھی
اے چارہ گراں

ایئرپورٹ کا ٹرمینل یا ریلوے اسٹیشن

ٹیکسی تک پہنچتے پہنچتے مسافر "قُلی" بن جاتا ہے!!

کراچی ——— [illegible]

بیگم اختر سلیمان

انتقال کر گئیں

کراچی ——— تحریک پاکستان کی [illegible]

VISIT US FOR best quality
INDIAN GROCERIES,
FRESH VEGETABLES,
NUTS, SPICES ETC.

گروسری، تازہ سبزیاں
اور ہر قسم کے مصالحہ جات
نہایت ہی سستے داموں پر خریدنے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں

PIRRI'S Dixieland MARKET
FRESH FRUITS — VEGETABLES — FLOWERS
FRUITS FRAIS — LEGUMES — FLEURS

Retail: 1106 Pharmacy Ave. (at Lawrence) Scarborough, Phone: 759-0473

Wholesale: 1052 Birchmount Rd. (1 block N. of Eglinton Ave.), Scarborough, Phone:759-5214

We Need HOMES

We have many buyers who want to relocate in your area.

For fast action and Free Valuation please call anytime.

We arrange mortgages.

Please contact:

MRS. MODI 272-0952

MRS. M. MODI, Real Estate Broker
3085 QUEEN FREDERICA DRIVE, SUITE 707,
MISSISSAUGA, ONT. L4Y 3A3 Phone: 272-0952

(This is not intended to solicit any property already listed for sale)

MULTICULTURALISM

Together we can get it right.

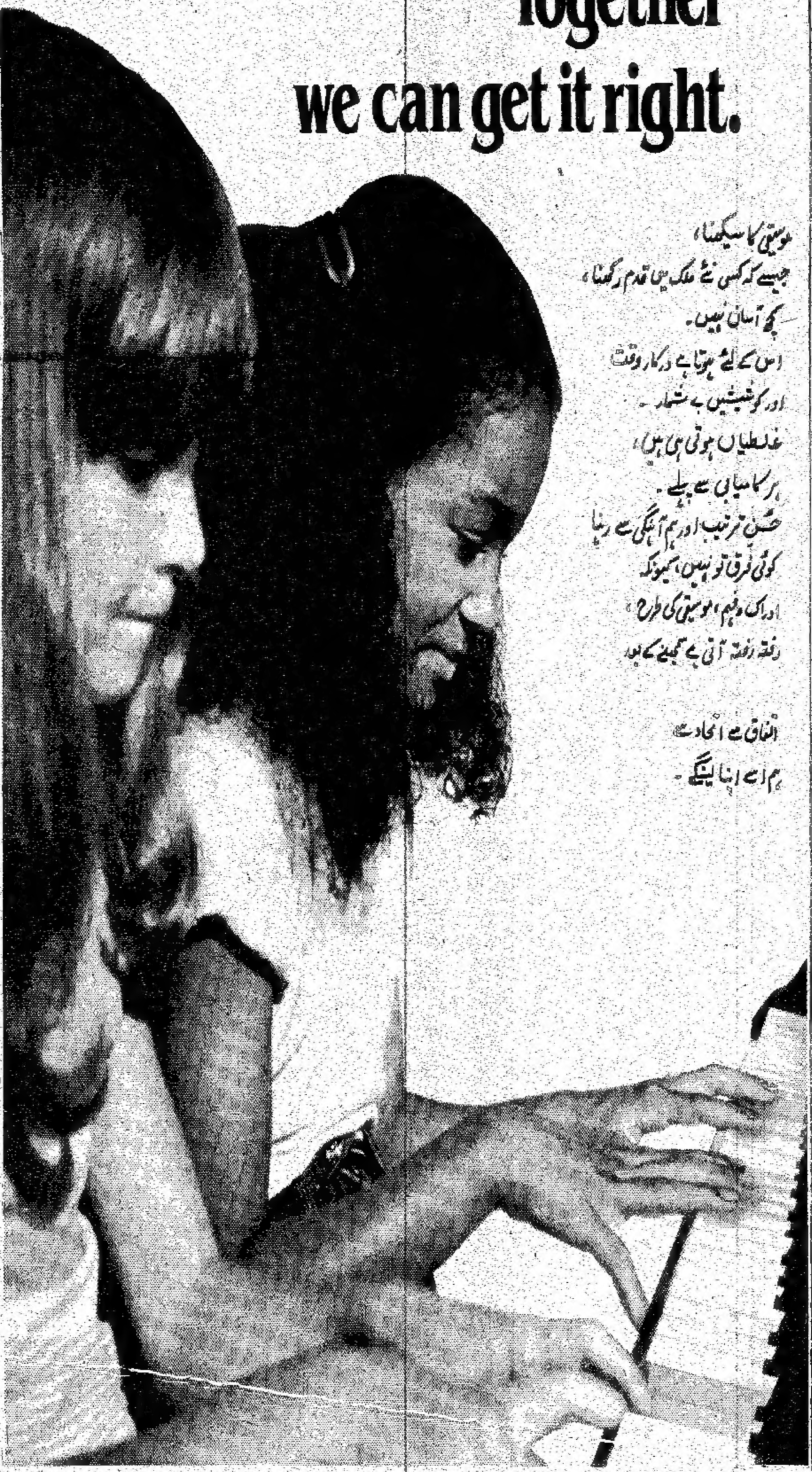

موسیقی کا سیکھنا،
جیسے کہ کسی نئے ملک میں قدم رکھنا،
کچھ آسان نہیں۔
اس کے لئے ہوتا ہے درکار وقت
اور کوششیں بے شمار۔
غلطیاں ہوتی ہی ہیں،
ہر کامیابی سے پہلے۔
حسنِ ترتیب اور ہم آہنگی سے رہنا
کوئی فرق تو نہیں، کیونکہ
ادراک و فہم، موسیقی کی طرح
رفتہ رفتہ آتی ہے سیکھنے کے بعد

اتفاق سے اتحاد ہے
ہم اسے اپنائینگے۔

Multiculturalism Canada | Multiculturalisme Canada

Canada

بڑبڑاہٹ

قدم اٹھے تھے
جہاں سے اپنے
وہیں کھڑا ہوں
رکا ہوا ہوں
جو فاصلے طے کئے تھے کل تک
وہ فاصلے آج روبرو ہیں
مسافتیں رائیگاں گئی ہیں
یہ کیا غضب ہے
اندھیری شب ہے
نہ کوئی ہل چل
نہ کوئی حرکت
نہ وہ جنوں ہے
عجب فسوں ہے
نہ کوئی چلنے کا عزم باقی
کہاں تھا جانا
کدھر ہے منزل
میں بھول بیٹھا
مجھے تو یہ بھی یقیں نہیں ہے
کہ میرے پیشِ نظر ہے جو کچھ
یہ ہے حقیقت
کہ خواب کوئی
کہیں یہ کابوس تو نہیں ہے؟
کہیں یہ کابوس تو نہیں ہے؟
بدن پہ چٹکی ہی لینے والا
نہیں ہے کوئی
اگر کوئی ہو
تو بات مجھ پر بھی منکشف ہو
میں جاگتا ہوں
کہ سو رہا ہوں۔

— صدیقی نگار

اچانک ——
محبت کیلئے کچھ خاص دل مخصوص ہوتے ہیں
یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پر گایا نہیں جاتا

پیغامبر
THE MESSENGER

Editor & Publisher SOHAIL AKHTAR

جہاں بینی مری فطرت ہے لیکن / کسی جمشید کا ساغر نہیں میں

۷؍ اکتوبر ۱۹۸۲ء

ایک شخص پہاڑ کے دامن میں زندگی بسر کر رہا تھا۔ پہاڑ کی بلندی کی وجہ سے اس کے گھر میں دھوپ نہیں آتی تھی۔ اس شخص نے پہاڑ کو اس جگہ سے ہٹانے کا عزم کر لیا اور اپنی قوت بازو سے شب و روز اس پہاڑ کو کاٹنے لگا۔ کسی نے وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ جب تک یہ پہاڑ یہاں کھڑا رہے گا ہمارے گھر دھوپ نہیں آ سکتی — لیکن تم اتنے بڑے بلند پہاڑ کو اکھاڑ سکتے ہو؟ — میں زندگی بھر اس پہاڑ کو کاٹتا رہونگا اگر عمر بھی یہ نہ ہٹ سکا تو میری آنے والی نسلیں اسے یونہی کاٹتی رہیں گی ایک نہ ایک دن یہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائے گا اور ہمارے آنگن میں بھی دھوپ آنے لگے گی ————

— کتنا بیوقوف ہے وہ شخص جو فتنۂ خفتہ کو بیدار کرے اور جو کام آسانی سے سرانجام پا سکتا ہو اس کی لڑائی جھگڑے تک نوبت پہنچا دے۔ خردمند ہرچند اپنے زور و توانائی پر بھروسہ رکھتا ہے لیکن اپنی قوت پر اعتماد کر کے دشمن سے معترض نہیں ہوتا۔ کیونکہ خواہ تریاق موجود ہی کیوں نہ ہو لیکن اس کی امید پر زہر ہلاہل کھا لینا کہاں کی عقلمندی ہے؟ — کسی ترقی کی بنیاد خارجی نہیں بلکہ داخلی ہوتی ہے — گھر کا سکون لٹا کر اغیار کی محفلوں میں نغمۂ امتیاز کو گلے کی زینت بنانا تنزلی کی انتہا ہے ——— جو طرح سے افکار کو مقابلہ کر دیں — جو طرح سے پھولوں کو اپنی بہار دکھانے دیں — خوشبو وہی حاوی ہوگی جو بہتر ہے — رنگ وہی غالب آئے گا جو حقیقی ہے۔

فروغِ اردو کیلئے پیغامبر کا مطالعہ کیجئے

پیغامبر کے خریدار بنکر اردو زبان کی حوصلہ افزائی کیجئے

شرح خریداری

برائے کنیڈا اور امریکہ	سالانہ	۱۵ ڈالر

اس شرح خریداری میں ماہنامہ آواز بھی شامل ہے

دیگر ممالک کیلئے	سالانہ	۱۸ ڈالر

The Messenger پیغامبر
100 Caronia Sq., Scarborough,
Ont. Canada MIB 2Z8

مضمون نگار حضرات سے درخواست ہے کہ وہ پندرہ روزہ پیغامبر یا ماہنامہ آواز کے لئے مختصر افسانے ہی تحریر فرمایا کریں۔ مختصر افسانوں کو طویل افسانوں پر ترجیع دی جاتی ہے۔

سچی باتیں

(از مولانا عبدالماجد دریابادی مرحوم)

بعض ولایتی اخبارات میں تخمینہ چھپا ہے کہ اگر انسان کی عمر پچاس سال تک پہونچی ہو تو اوسطاً اس نے اپنی زندگی کے

۶۰۰۰ دن سونے میں صرف کئے ہیں
۶۵۰۰ " " دن کام کاج میں گزارے ہیں
۸۰۰ " " دن کی مدت چلنے پھرنے میں صرف کی ہے
۴۰۰۰ " " دن عیش و تفریح کی نذر کئے ہیں
۱۵۰۰ " " دن کی مدت کھانے پینے میں بسر کی ہے
۵۰۰ " " دن علالت و ناتندرستی میں گزارے ہیں

یہ تخمینہ تقسیم وقت کا تھا خورد و نوش کی تعداد کے لحاظ سے اس کا نقشۂ زندگی حسب ذیل ہوگا۔

اس مدت میں اس نے ۱۰۰۰۰ پونڈ روٹی کھائی ہے
(ایک پونڈ تقریباً آدھ سیر کے مساوی ہے)
۱۱۰۰۰ " " " پونڈ گوشت کی مقدار استعمال کی ہے
۴۰۰۰ " " " پونڈ وزن کے انڈے مچھلی اور سبزی کھائی ہے
۶۰۰۰ " " " گیلن پانی پی ڈالا ہے۔

یہ اوسط انگلستان والوں کے لیے تھا۔ آپ اپنے ملک و صوبہ کے لحاظ سے حساب لگا لیجئے۔ یہ تخمینہ پچاس برس کی عمر والوں کا تھا۔ آپ اپنی عمر کے حساب سے اندازہ لگا لیجئے۔ آپ بوڑھے ہیں تو ادھیڑ ہیں تو جوان ہیں تو، ہر صورت میں اپنی روزانہ غذاؤں کا حساب لگا کر کبھی آپ نے غور کیا ہے کہ اب تک اپنی خوراک کے لیے اپنے خدا کی زمین کے کتنے کھیت کے کھیت آپ صاف کر چکے ہیں اور پانی پیتے پیتے کنوئیں کے کنوئیں خالی کر چکے ہیں اور گوشت و گھی، دودھ اور دہی، شکر اور پھل اور نمک اور مسالے کے سلسلہ میں کتنے بے شمار جانور، کتنے بے حساب درخت اور کتنے بے اندازہ انبار آپ کے نامۂ اعمال میں لکھے جا چکے ہیں؟ پھر یہ سب کچھ نوش جاں فرمانے اور ہضم کر ڈالنے کے بعد آپ نے اوقات کی تقسیم کیا کی ہے؟ ہر شب و روز کے ۲۴ گھنٹوں میں کتنے منٹ نہیں کتنے سکنڈ آپ خلوص و صدق دل کے ساتھ اپنے پروردگار و مالک کی نذر کرتے ہیں؟ اپنی عمر کی بے شمار فرصتوں اور مہلتوں کا کون سا حصہ آپ نے حسن نیت و بے نفسی کے ساتھ اپنے مالک کے دربار میں پیش کیا ہے؟ آپ کہتے ہیں کہ آپ کو فرصت کہاں ہے؟ دن کا سارا وقت دفتر اور کچہری کی نذر ہو جاتا ہے۔ شام کو ٹینس کے لیے وقت نکالنا ہے، تاش اور شطرنج بھی دماغی تفریح کے لیے از بس ضروری ہے۔ ان ضروریات کے لیے آخر وقت کہاں سے نکالا جائے؟ اور رہی رات سو اول تو رات سونے کے لیے ہے! یہ کون سی عقلمندی ہے کہ راتوں کو عشاء اور تہجد کی رکعتیں پڑھ پڑھ کر اپنی تندرستی کو خطرہ میں ڈالا جائے اور پھر تھیٹر ہیں، سینما ہیں، جو کسی کے نہ ہوئے کو کھلے ہیں زندہ دل یاروں اور معشوقوں کی ڈیوڑھیاں ہیں، شراب خانے ہیں، جوئے کے اڈے ہیں۔ ان سب کو چھوڑ چھاڑ ہر شخص کیونکر زاہد خشک بن جائے؟

بے شک یہ سب کچھ ہے اور اس سے زائد بھی بہت کچھ ہو، لیکن ان سب کے علاوہ ایک اور شئے ہے جس کے تصور سے آپ کا دل لرزتا ہے اور جس کا نام بھی نہ آپ خود لینا چاہتے ہیں نہ کسی کی زبان سے سننا چاہتے ہیں۔ اس کا نام موت ہے، وہ جس وقت آئے گی آپ کی فرصت کی منتظر نہ ہو گی، وہ آپ کی اجازت کا راستہ نہ دیکھے گی، وہ بے مروت اپنی آمد کے وقت صرف یہ دیکھنی ہو گی کہ آپ ٹینس کھیلنے میں مصروف ہیں یا شام کی ہوا خوری کے لیے گئے ہوئے ہیں یا کلب میں دوستوں کی محفل آپ کے قہقہوں سے گونج رہی ہے یا آپ عدالت کی کرسی پر بیٹھے ہوئے کسی مقدمہ کا فیصلہ سنا رہے ہیں یا آپ اپنی کورٹ کے معزز ججوں کے سامنے کسی ملزم کی صفائی میں زبردست تقریر فرما رہے ہیں یا آپ کونسل میں پیش کرنے کے لیے کسی مسودہ قانون کی تیاری میں مصروف ہیں؟ وہ گھڑی حساب کی ہوگی، اس وقت آپ حساب دینے پر آمادہ ہوں یا نہ ہوں حساب بہرحال آپ سے لے کر رہا جائے گا۔ اس حساب کی گھڑی آنے سے قبل کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ آپ خود ہی اپنا حساب، اپنے وقت و مشاغل کا حساب اپنے کھانے پینے کا حساب لے لیں۔

کرنیں

اسلم کاشمیری

• جب آپ کا تین سالہ بیٹا کھانسی کی شدت سے کھانستے ہوئے تھا کا چہرہ کرب و درد میں ڈوبا ہوا اظہار کرتا ہے اور پھر اگر یہی آواز بوڑھے باپ کے گلے سے نکلے تو یہ دکھ دوچند ہو جاتا ہے۔

• شراب چھوڑ دی، بدکاری چھوڑ دی، جوا چھوڑ دیا، سرکاری چھوڑ دی اور حلال کھانا شروع کر دیا لیکن پھر بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے (یعنی غیبت)۔

انتخاب: احمد

• دو سروں کے ساتھ ویسا سلوک ہرگز نہ کرو جیسا کہ تم چاہتے ہو کہ کوئی تمہارے ساتھ نہ کرے۔

• ایک ظالم حکمران لوگوں کی نگاہ میں شیر ببر سے زیادہ خطرناک ہے۔

• خود دوسروں کی بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کی ... سے پہلے ... اپنے لئے تبلیغ کرنی۔

• لوگوں کے ... سے اپنا عمل بہتر کرو اور ان کے معاملات درست کرنے میں دل و جان سے محنت کرو۔

• جب تم زندہ انسانوں کی خدمت کے اہل نہیں تو ان کی ارواح کی خدمت کیسے کر سکتے ہو۔

محمد انور

• ہمارے شبہات اعتماد شکن ہیں اور ہمیں ان اچھی چیزوں سے محروم رکھتے ہیں جنہیں ہم کوشش کر کے حاصل کرتے ہیں۔

• زندگی ہر شخص کو عزیز ہے لیکن جاندار انسان کے لئے عزت زندگی سے بھی زیادہ عزیز ہے۔

• محبت آنکھوں سے نہیں دل سے دیکھتی ہے اس لئے محبت کے دیوتا کو اندھا بنایا جاتا ہے۔

محمد سہیل

• نہ قرض لو نہ دو۔ کیونکہ قرض دینے سے اکثر پیسہ اور دوست دونوں چلے جاتے ہیں اور قرض لینے سے کفایت شعاری میں خلل پڑتا ہے۔

• ہم جب خدا سے رحم کی دعا کرتے ہیں اور وہی دعا ہمیں دوسروں پر رحم کرنا بھی سکھاتی ہے۔

• دل اور دماغ کی مسرتوں کو اپنا مقصد بناؤ۔ اس طرح ہر اداس لمحات سے بچو گے اور لمبی عمر پاؤ گے۔

محمد اسلم

• جب تو دیکھے کہ کوئی تجھے اپنے مالک کو چھوڑ کر تیرے پیچھے چلا آرہا ہے تو جلد از جلد اس کے ساتھ اس کو اپنے پیچھے واپس لوٹا دے کہ کسی دن تجھ کو بھی چھوڑ کر دوسروں کے پیچھے روانہ ہو جائے گا۔

• سچائی کی مشعل جہاں بھی دکھائی دے اس سے فائدہ اٹھاؤ یہ نہ دیکھو کہ مشعل بردار کون ہے۔

محمد انور

• جو اچھی بات سن لو لکھ لو، جو لکھو اسے حفظ کر لو اور جو حفظ ہے اسے بیان کرو۔

• الجھنوں کا سہارا نہ لو ورنہ ٹھوکر کھاؤ گے۔

• سچائی کی مشعل جہاں جلتی ہوئی نظر آئے اس کی روشنی سے فائدہ اٹھاؤ یہ نہ دیکھو کہ مشعل بردار کون ہے۔

• تنہائی سے زیادہ کسی حال میں امن نہیں۔ اور قبروں کی زیارت سے زیادہ کوئی ناصح نہیں۔

افتخار احمد

• شروع شروع میں کردار اس گیلی مٹی کی طرح ہوتا ہے جسے ہر سانچے میں ڈھالا جا سکتا ہے مگر رفتہ رفتہ یہ وقت کی آنچ سے پک جاتا ہے پھر اسے توڑا تو جا سکتا ہے نئے سانچے میں نہیں ڈھالا جا سکتا۔

• بیل کی طرح کسی درخت کا سہارا ڈھونڈنے سے بہتر ہے کہ درخت بن کر کسی کو سہارا دو۔

عورت موجودہ مقام تک کیسے پہنچی؟

تحریر: سعدیہ احمد

ایک چھوٹی سی سلطنت ہوتی ہے جس کا سربراہ گھر اور وزیر عورت ہوتی ہے، جو کہ اپنے تدبر سے اس سلطنت کے نظام کو چلاتی ہے، سربراہ کو اپنے فرض کا احساس نہیں رہے گا تو وزیر خود بخود کاہل ہو جائے گا۔ میرے باپ، میرے بھائی میرے بیٹے تو نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ میں اپنے فرض سے غافل ہو گئی ہوں تو نے سوئی ہوئی شیرنی کو بیدار کیا ہے، تو نے میرے دل پر گہرے گھاؤ لگائے ہیں اور اب ان پر نمک پاشی کر رہا ہے، میرے باپ میرے بھائی، میرے بیٹے تو نے یہ اچھا نہیں کیا۔ اے کاش تو نے غور کیا ہوتا کہ تجھے یہ احساس ہوتا کہ تو کیا کہہ رہا ہے۔ تو نے کیوں مجھے اپنا مقام بھولنے نہیں دیا۔ تو نے ایک بار پھر مجھے اس تلخ حقیقت کا احساس دلایا ہے، کہ میں عورت ہوں۔ اس کائنات کی خالق۔ میرا مقام کیا ہے۔ سن!

میں نے ہی بڑے بڑے نبیوں اور ولیوں کو جنم دیا خالق اکبر خود میری عظمت کا اعتراف کر چکا ہے میرے لئے اس سے زیادہ فخر کی بات کیا ہو سکتی ہے، کہ زمین جنت کا متلاشی ہے جس کے لئے تو بھوکوں کا پیٹ بھرتا ہے، ننگوں کا تن ڈھانپتا ہے، یتیموں کے سر پر دست شفقت پھیرتا ہے۔ بخشا زادا کرتا ہے۔ غریبوں کی حمایت کرتا ہے، رات کو جاگتا ہے۔ رمضان کے روزے رکھتا ہے۔ ہاں وہی جنت میرے قدموں کے نیچے ہے۔ اور اسے تلاش کر میرے بیٹے اگر تو خدا کا ولی ہے تب بھی تو میری ایک معمولی رنجش تجھے خدا کی درگاہ سے راندہ کر سکتی ہے کیا تو میرے اس مقام سے انکار کر سکتا ہے، نہیں ہرگز نہیں خواہ تو چاہے، خواہ نہ چاہے تجھے میری عظمت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے، اب سب سے پہلے اپنے گھر کی طرف دیکھ جس کی خدمت کرنے میں تو فخر محسوس کرتا ہے۔ وہ کون ہے تیری ماں، لیکن وہ بھی ایک عورت ہے، تیری بے لوث اور معصوم محبت جس کے لئے وقف ہے ماں کہ وہ تیری بہن ہے لیکن پہلے وہ ایک عورت ہے، پھر تیری بیوی جب تو دن بھر تھکا ماندہ شام کو گھر آتا ہے تو اس کی دلکش مسکراہٹ تیری تمام تھکاوٹ دور کر دیتی ہے کہ وہ تیری رفیقہ حیات بھی تو عورت ہے اور وہ معصوم شگفتہ پھول جسے تو گود میں اٹھائے پھرتا ہے، جو تیری آنکھوں کا نور ہے۔ مجھے تسلیم کہ وہ تیری بیٹی ہے لیکن مت بھول کہ وہ بھی ایک عورت ہے۔

اب غور کر یہ چار روپ کتنے مقدس ہیں کتنے پاکیزہ ہیں کتنے بلند ہیں تو قابل نفرت ہے یا قابل محبت ہے تو خود ہی سوچ لے کیا تیری ماں جس کی زندگی ہی تو ہے تجھ سے نفرت کر سکتی۔ تو نے ماں کی ممتا نہیں دیکھی کیا تو بہن کی محبت سے منکر ہے تو نے بیوی کی وفا کو نہیں آزمایا اور پھر بیٹی کی طرف دیکھ اس کی ایک معمولی سی لغزش تجھ کو ذلیل کر سکتی ہے۔ اور اس کا ایثار تجھے سوسائٹی میں بلند مقام دلا سکتا ہے، تو نے مجھ پر طنز کیا ہے۔ اچھا سن!

میں رونق خانہ تھی تو نے مجھے شمع انجمن بنایا میں گھر کی خلوتوں کو پسند کرتی تھی تو نے مجھے جلوتوں کی طرف گھسیٹا تو نے مجھے ذلیل کیا ہاں صرف تو نے اب تو مجھ سے پوچھتا ہے کہ میری پاکیزگی کہاں گئی میں نے مشرقیت کے پرچے کیوں اڑائے۔

اے کاش تو نے مجھے چیرا نہ ہوتا مجھ سے یہ سوال دیکھا ہوتا جب تو نے مجھ سے سوال کیا ہے تو اس کا جواب بھی مجھ سے سن لے میری پاکیزگی ضائع نہیں ہوئی یہ صرف تیری نگاہ ظاہرین کا قصور ہے میں آج بھی ویسی ہی پاکیزہ ہوں تو چمن کے پھولوں سے میری قسم لے لے۔ تو دلکش مہکنے والی ہواؤں سے پوچھ میں ان شگفتہ پھولوں سے بھی زیادہ پاکیزہ ہوں جن کے معطوم لبوں کو ابھی باد سحر نے چھوا نہیں میں کائنات کا ایک مقدس راز ہوں میں اس کائنات کی خالق ہوں تو میرے احسانوں کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے یہ سارا تیرا قصور ہے۔ تو نے مشرقیت کے پرچے اڑائے میں یا میں نے۔ میری پاکیزگی کس نے لوٹی تو نے ہاں صرف تو نے۔ تو سمجھتا ہے کہ تو بے گناہ ہے۔ اپنی داستان مجھ سے سن جب میں تیری بہن تھی جب منزل میری نگاہوں سے اوجھل تھی جب میں مغرب کی تقلید میں اندھی ہو رہی تھی تو نے مجھے کیوں نہ سمجھایا کہ میں تو کائنات کا راز ہے۔ تجھے یہ بے راہ روی زیب نہیں دیتی۔ تو مشرق کی عظیم بیٹی ہے۔ خبردار مشرق کی عظمت کو بٹہ نہ لگا جب تو میرا شوہر تھا تو نے مجھے کیوں نہ کہا رفیقہ حیات میری تفریح چھوڑ دے تیرا بہترین مقصد گھر ہے تیرا سب سے اچھا بار میں ہوں تجھے ماں بننا ہے۔ تیری پوزیشن بڑی نازک ہے۔ اس

خاندان کی عزت رکھنا جب تو میرا باپ تھا جب میں بے حجاب کالج جاتی تھی اور لاکھوں بے باک نگاہیں میرا تعاقب کرتی تھیں، جب واپسی پر میرے دوست میرے ساتھ ہوتے تو تیری پروقار پیشانی پر بل کیوں نہ پڑتے جب میں نصف نصف شب بیتی کی تو تمہاری خودداری کو ٹھیس نہ لگی تم نے مجھے اجنبی لڑکوں کے ساتھ گھومتے دیکھ کر فخر کیوں محسوس کیا تمہاری غیرت کہاں مر گئی تھی تم نے کیوں نہ کہا بیٹی مجھے یہ چیز پسند نہیں۔ سیاست جاؤ، بے حجاب مت پھرو راز پھر راز رہے اگر راز افسانہ بن جائے تو اس کی اصل قدر و قیمت ختم ہو جاتی ہے، تو نے مجھے کیوں نہ ٹوکا میں نے غلط قدم اٹھانے کی تمہیں پرواہ نہ ہوئی میں ایک دن کالج نہ گئی تم نے اسے مستقبل کی تباہی قرار دیا۔

اب بولو قصور کس کا ہے تم یا میرا جب تو پروقار مرد تھا میں ایک باحیا عورت تھی۔ جب تو علیؓ تھا میں فاطمہؓ تھی۔ حسن و حسینؓ کی قربانیوں کو فراموش کر سکتا ہے۔ میری ہی تربیت تھی جب تو ابراہیم بنا تو میں نے ہاجرہ کا روپ دھارا اور اللہ میری گود میں کھیلتا ہوا تو سلام اسماعیلؑ میرا ہی لخت جگر تھا اور وہ ستاروں پر کمندیں ڈالنے والا ستر سالہ محمد بن قاسمؒ قوم جس پر فخر کرتی ہے۔ اسے بھی تو میں نے جنم دیا تھا

میں اس کائنات کی سب سے بڑی محسنہ ہوں تو آج بھی ابوبکر صدیقؓ عمر فاروقؓ خدا کی قسم میں وہی عائشہ صدیقہؓ ہوں۔ تو اسلام کا سپاہی بنا میں خالد کی شجاعت پیدا کرتی تھی خولہؓ ہوں میری ہی سب سے زیادہ قربانیاں ہیں میرے باپ، میرے بھائی، میرے بیٹے مجھ میں ذرا بھر فرق نہیں تو خود ہی بدل گیا ہے۔ میں آج بھی وہی ہوں جو ہزار سال پہلے تھی میں تو بس صرف ایک پانی ہوں اور تو ایک برتن جیسا جیسا رنگ تیرا ہو گا ویسی ہی میں بھی دکھائی دوں گی۔ تجھے جب فرض کا احساس رہا تو میں نے بھی لطافت اختیار کی تو تو نے مجھے بے حجاب کیا گھر کی پاکیزہ اور قابل رشک خلوتوں سے نکال کر باہر گھما دیا اور شیشہ محفل کی زینت بنایا اور پھر جب میں آزاد ہو گئی۔ تمہارے اشارے پر ناچنے لگی تو تم نے مجھے ذلیل کیا۔ وہ چلتے آداب تم نے میرے مقدس مقام کو نظر انداز کر دیا۔ یہ تم نہیں ہے کہ ایک بے زبان مخلوق پر میں گلستان حیات کا ایک اچھوتا پھول تھی۔

تم نے مجھے غلط بتایا اور اب ان شعلوں میں خود ہی جل رہے ہو تم جوں جوں جلتے ہو تپش پہنچی ہے تم مجھ سے شکایت کرتے ہو یاد رکھو تم اس آگ میں اس وقت تک جلتے رہو گے جب تک تمہیں اپنے فرض اور میرے مقام کا صحیح احساس نہیں ہو جاتا میں نے تمہاری غیرت اصرار کا جھوٹی رسم و رواج کی گرد کے تہہ سے اٹھا ہوا آئینہ اپنے دامن خلوص سے صاف کر کے تمہارے سامنے رکھ دیا ہے۔ اب اگر ہمت ہے تو اس آئینے میں اپنی صورت اپنا اصلی روپ دیکھو مجھے امید ہے۔ کہ تم اپنے آپ سے نگاہ نہیں ملا سکو گے۔

کوالا لمپور کے کلب میں ایک اجلاس کے دوران جرمن اُسے یہ پتہ چلا کہ اجلاس میں شریک جن فیصد خواتین نے رخساروں پر سرخی لگا رکھی ہے۔ پچیس فیصد نے بال رنگے ہیں۔ اسی فیصد نے بالوں میں مصنوعی پیدا کر ڈالی ہیں۔ نوے فیصد نے انگلیوں کے ناخنوں پر پالش لگائی اور سو فیصد نے ہونٹوں پر سرخی لگا رکھی ہے۔ پچیس فیصد نے اپنی بھنووں کے زائد بال نوچ رکھے ہیں اور ان کا موضوع بحث یہ تھا "مصنوعی طریقۂ زندگی ایک دھوکہ ہے"۔

HOMEOWNERS

HOLD YOUR BREATH AND READ THIS.

اگر آپ کے گھر کی چمنی میں کوئی خرابی ہے تو اس کی حالت ایسی ہی ہے جیسا کہ اس آپ محسوس کر رہے ہیں۔ کیونکہ ہیٹنگ سسٹم آکسیجن کھینچتا ہے اور کاربن ڈائی آکسائیڈ خارج کرتا ہے۔ بالکل آپ کی طرح۔

لیکن جب فرنس کو خاطر خواہ آکسیجن نہیں ملتی یا کاربن ڈائی آکسائیڈ کا اخراج نہیں ہوتا تو آپ کا گھر "سانس" نہیں لے سکتا۔ اس طرح کاربن مونو آکسائیڈ کا عمل پیدا ہو سکتا ہے جو آپ اور آپ کے خاندان کیلئے خطرناک ہے۔

فرنس کے عمل کو جاری رکھنے کیلئے چمنی کا صاف ستھرا ہونا بہت ضروری ہے۔

چمنی کے خراب ہونے کے کچھ واضح علامات درج ذیل ہیں۔

- ☐ چمنی کا گارا اتر جانا یا اینٹیں نکل جانا۔
- ☐ چھت کے اوپر چمنی پر سفید پاؤڈر یا پانی کے دھبّے کے نشانات کا پڑ جانا۔
- ☐ چمنی کے اس جگہ پر جہاں پر چمنی صاف کرنے کا دروازہ ہے، پانی کے دھبّے کے نشانات کا پڑ جانا۔

ایندھن کی درستگی کیلئے خبردار آپ کو چمنی پر استر لگانے کی ضرورت پڑے۔ آپ کے تحفظ اور آپ کے ذہنی سکون کیلئے یہ ضروری ہے کہ ہر سال قابلِ ٹھیکیدار سے چمنی کی چیکنگ اور صفائی کروائی جائے۔ آپ اور آپ کا گھر دونوں سکون کا سانس لیں گے۔

Ministry of Consumer and Commercial Relations

Ontario

Robert Elgie M.D., Minister
William Davis, Premier

آپ سے ملیے

انٹرویو ــــــــــ شہلا صدیقی

اکبر علی، ایک ایسا ستارہ جو بھاگلپور (انڈیا) میں تخلیق ہوا، پاکستان میں کندن بنا اور آجکل گیری، انڈیانا (امریکہ) کے کالے جہان پر جگمگا رہا ہے۔

اکبر علی، گیری انڈیانا کے واحد پاکستانی ہیں جن پر ہم سب پاکستانیوں کو فخر ہے۔ ملک کی زمین نے بڑے بڑے ذہن کو جنم دیا لیکن آج وہ بھی اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ پاکستانیوں کا ذہن بھی کسی مغربی مفکر یا مجدد سے کم نہیں۔

۲۱ جون ۱۹۴۲ء میں بھاگلپور کے ایک خوشحال گھرانے میں جب اکبر علی کی پیدائش پر اعلانیہ خوشیوں کا اظہار کیا جانے لگا تو کسی کو یہ امید نہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس بچے کی پیشانی پر عزت، شہرت، شرافت، حلاوت، محبت اور ثابت قدمی کی مہر ثبت کردی ہے۔

ایم۔یو۔پی (ماسٹر آف اربن پلاننگ) کی سند حاصل کرلی۔

۱۹۶۷ء میں سعودی عرب کو تقریباً ۴۲ آرکیٹکٹوں کی ضرورت تھی درخواست دینے والے تین ہزار امیدواروں میں اکبر علی بھی شامل تھے۔ جن ۴۲ آرکیٹکٹوں کا انتخاب ہوا، ان میں اوّل نمبر پر اکبر علی تھے۔ امید، بھروسہ اور اللہ پر کامل اعتقاد نے اکبر علی کو ہر جگہ، ہمیشہ نمایاں عزت بخشی ہے۔

تقریباً ساڑھے دس سال تک جدہ میں سعودی حکومت کے زیر سایہ کام کیا۔ ایک دن اچانک وہی جوانی کی ہلچل نے پھر جوش مارا۔

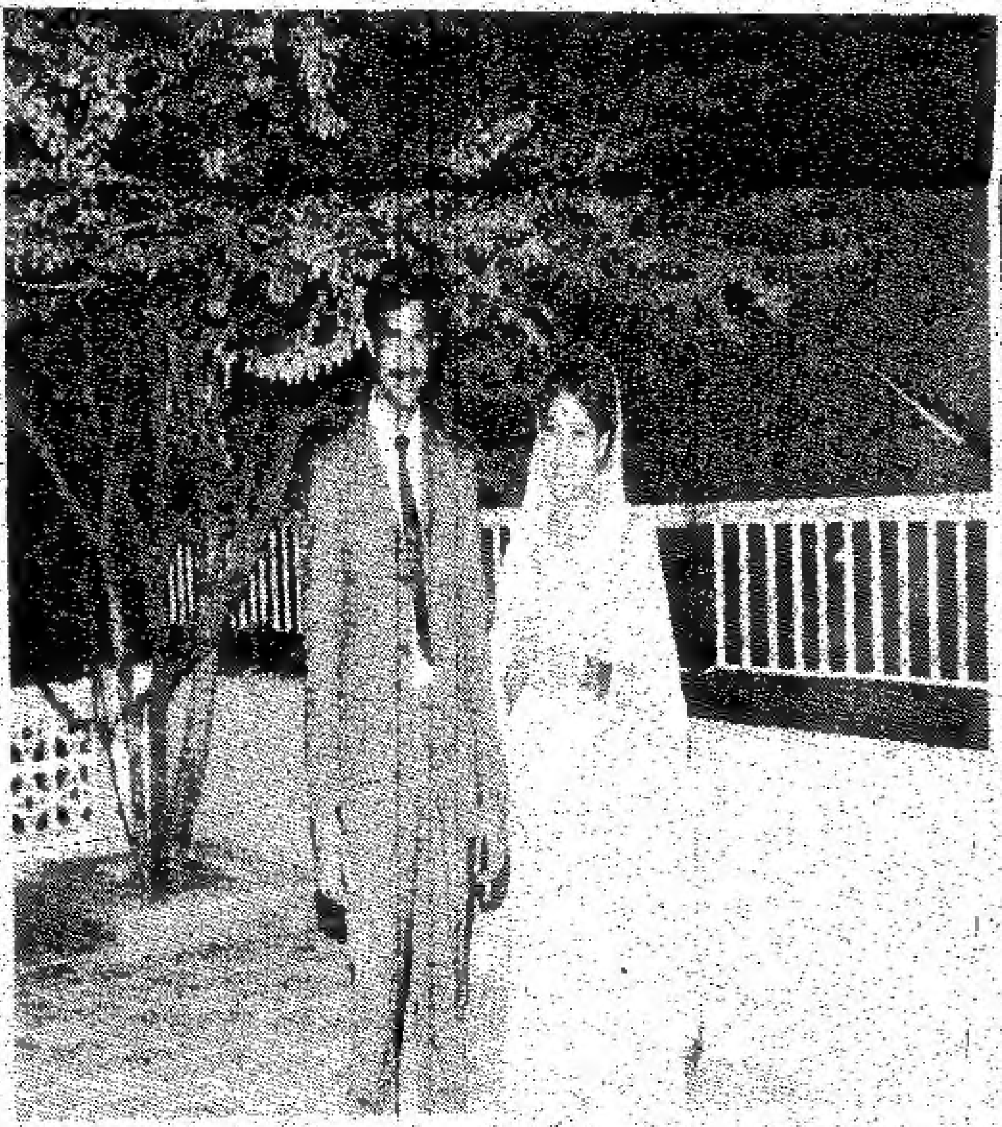

اکبر علی اپنی بیگم نسرین علی کے ساتھ

اکبر علی نے جب بچپن کے سہانے دنوں کی دنیا سے نکل کر ہوش اور جوش کی دنیا میں قدم رکھا تو جذبات رنگین نہ سہی لیکن دل میں بے شمار ہلچل تھی کسی تصوراتی یا حقیقی محبوبہ کیلئے نہیں بلکہ کچھ کرنے کی ہلچل، نام پیدا کرنے کی ہلچل، کچھ بن کر دنیا کو دکھانے کی ہلچل ــــ جب علم پکڑنا آگیا تو در محبوب پر بیٹھ کر، عشق سے تپش پاکر درد میں ڈوبی ہوئی کوئی غزل نہیں لکھی بلکہ اسی علم نے الٹی ترچھی لکیروں سے انسانی ذہن کا خاکہ بنانا شروع کردیا۔ لکیریں الجھتی چلی گئیں ذہنی ارتقاء پاتا چلا گیا ــ تاج محل کی بناوٹ ہو یا شاہی قلعہ کی سجاوٹ، وھائٹ ہاؤس ہو یا کنیڈا کا سی۔این ٹاور سب ایک دوسرے میں مدغم ہوگئے اور اکبر علی کو اس وقت ہوش آیا جب انہوں نے جامعہ نیویارک سے

شادی ہو چکی تھی، کسی محبوب کا تصور ہی گناہ تھا۔ جب اس دل کی بے چینی، آنکھوں میں چمک، ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ اور جاوید کی چاہت کو تلاش کرنے کی وجہ دریافت کی گئی تو اکبر علی نے بڑے اعتماد سے کہا "یہ جنون عشق ہے ــ اور میرا محبوب ہے علم"۔

اور علم کے اس عاشق نے جون ۱۹۷۷ء میں جدہ کی بہترین سروس کو خیرباد کہہ دیا۔ اور اعلیٰ تعلیم کیلئے اہل اسلام سے دیس نیویارک آگئے۔

نیویارک میں دو سال تک ہیوی بچوں کو اللہ کے حوالے کرکے، تعلیم میں اس قدر منہمک ہوئے کہ نہ تو موسم کی تبدیلی کا پتہ چلا، نہ برف باری کے مزے لوٹے اور نہ ہی نیاگرا فال دیکھ سکے ــ آخر کار جون ۱۹۷۹ء میں آپ نے ماسٹر آف اربن پلاننگ کی ڈگری حاصل کرلی۔ یعنی علم کی ایک منزل

کو پالیا۔ اس محبوب کا دیدار ہوگیا جس کیلئے جوانی کی امنگوں کو قلم کی نوک سے ہمیشہ قطع کرتے ہوئے آئے تھے۔ اپنے اس علمی محبوب کو پاکر آپ دوسروں کے محبوب بن گئے تھے۔ شریک حیات آپ سے ہزاروں میل دور آپ کی کامیابی و کامرانی کیلئے بچے اور محبوب کامل کے آگے سربسجود تھیں۔ ان کی دعائیں اور آپ کی محنت، مشقت، لگن، شوق اور جستجو نے ماسٹر ڈگری حاصل کرکے اپنے آپ کو ایک دوسرا ہی انسان بنا دیا۔

جب اکبر علی دیس کے محبوب بنے تو پیشکش آنی شروع ہوگئی۔ اکبر علی کہتے ہیں "جوانی میں شادی کیلئے اتنے رشتے نہ آئے تھے جتنی کہ ماسٹر ڈگری کرنے کے بعد نوکری کی پیشکش ہوئی"۔ ہر لحاظ سے سب سے اچھی پیشکش گیری انڈیانا (امریکہ) کی تھی اسی لئے اسے قبول کرلیا۔ ستمبر ۱۹۷۹ء سے اپنی شریک حیات اور اپنے نونہالوں کے ساتھ گیری میں مقیم ہیں۔ لیکن یہ انکی آخری منزل نہیں۔ پھر دل میں ہلچل مچ رہی ہے دیکھئے یہ کیا گل کھلاتی ہے۔

اکبر علی

ایک سوال کے جواب میں اکبر علی نے کہا "میں یہاں تجربہ حاصل کر رہا ہوں۔ تجربہ علم کی طرح بہت اہم ہے بلکہ یوں کہہ لیجئے کہ تجربہ کے بغیر علم نامکمل ہے۔ مستقبل میں شاید میں پاکستان چلا جاؤں کیونکہ اسکول اور گھر میں بہت فرق ہے۔ مغرب میرا اسکول ہے جبکہ مشرق میرا گھر ــ"!

اکبر علی علم کا خزانہ ہیں۔ ہر موضوع پر بہت خوبصورت بحث کرتے ہیں۔ بات مدلل اور سچی کہتے ہیں عالمی سیاست سے گہری دلچسپی ہے۔

ٹی۔وی کے شوقین ہیں۔ زیر لب مسکراتے ہیں اسی لئے بڑے مہمان نواز ہیں۔ دراز قد ہونے کی وجہ سے بڑے سوشل ہیں۔ گیری سولر سوسائٹی

GARY SOLAR SOCIETY

کے صدر ہیں۔ ہم پاکستانیوں کیلئے باعث فخر بات یہ ہے کہ جب گیری سولر سوسائٹی کا انتخاب ہوا تو اکبر علی واحد پاکستانی تھے جنہیں امریکی شہریوں نے اس سوسائٹی کیلئے اپنا صدر منتخب کیا۔ یہی انکی قابلیت کی ایک زندہ مثال ہے۔ اس سوسائٹی کے زیر اہتمام آپ مختلف جگہوں پر جاکر سولر انرجی کی اہمیت اور اسکے استعمال کے متعلق عوام کو بتاتے ہیں ــــ

ــ آپ سولر انرجی کی ترقی کے خواہاں ہیں۔ وہ دن دور نہیں جب ہم سب قدرتی وسائل سے انرجی حاصل کرسکے دعاگو ہونگے کہ اللہ تعالیٰ ہم پاکستانیوں میں اکبر علی جیسے ہزاروں لاکھوں بندے پیدا کرے جو اپنے خاندان اور ملک کیلئے باعث فخر ثابت ہوں۔

بالوں کا انداز چاہے کیسا بھی ہو، لیکن اس سے ترتیب اور سلیقہ کا اظہار ہوتا ہے۔ اور شخصیت پُر وقار نظر آتی ہے۔ الجھنوں سے بے نیاز۔

بالکل اسی طرح سفر سے پہلے پروگرام کی صحیح ترتیب، آپ کے سفر کو خوشگوار بنا سکتی ہے۔ بشرطیکہ آپ کسی تجربہ کار ٹریول ایجنٹ سے رابطہ قائم کریں ــ ظہیر مودی اور محمد جاوید پال سفر کی دنیا میں روٹ مقرر کرنے میں ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ آپ بھی ان کے تجربات سے فائدہ اٹھائیے

اپنے سفر کی الجھنوں کو ترتیب دینے کیلئے آج ہی ایم اینڈ جے ٹریول کو فون کیجئے۔ آپ یقیناً اطمینان محسوس کرینگے۔

M & J TRAVEL

1240 BAY ST., TORONTO, ONTARIO, CANADA M5R 2A7

TEL. (416) 960-8348 — 960-8475

صوبہ اونٹاریو کے پریمیر

ولیم ڈیوس سے شکوہ

کیوں گنہ گار بنوں، فرض فراموش رہوں
کیوں نہ اک فرض ادا کر کے سبکدوش رہوں
شہر میں شور سنوں اور ہمہ تن گوش رہوں
ولیم ڈیوس میں کوئی بدھو ہوں کہ خاموش رہوں

وجہ تکلیف تیرا لولا پن ہے مجھ کو
شکوہ ڈیوس سے ہی حاکم بدہن ہے مجھ کو

مسٹر ڈیوس سے گلہ کرنے پہ مجبور ہیں ہم
نالہ آتا ہے اگر لب پہ تو معذور ہیں ہم
نوکری سے دور، گھر سے محروم ہیں ہم
ایک مدت سے ٹورانٹو میں بدستور ہیں ہم

پاٹ چھوڑ کے شکوۂ ارباب وفا بھی سن لے
خوگر مدح سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لے

سٹی ہال اس شہر میں اک ادارہ ہے تو ہم
تیرے اسٹاف نے پائی تو ہے اونچی تعلیم
شرط انصاف ہے اے دفتر اولاد ہشیم
ہیں حقیقت میں ہم ہی شہر ٹورانٹو کی کریم

ہم کو جمعیت خاطر یہ پریشانی تھی
ورنہ اس شہر میں ویرانی ہی ویرانی تھی

کون کہتا ہے کہ بیچر ہے ٹورانٹو میں بخیل
کون کہتا ہے کہ قدرت کے وسائل ہیں قلیل
اک طرف اونٹاریو ہیک دوسری جانب ایک جھیل
پھر بھی مچھلی کی یہاں رہتی ہے اکثر تعطیل

ولیم ڈیوس مجھ کو تو بتا کیوں یہ ستم ڈھائے ہے
تو کرم کش ہے یہ انداز مسیحائی ہے

"کام" پانے کی ہر اسکیم بنائی ہم نے
ایلڈرمین سے سفارش بھی کرائی ہم نے
سٹی ہال والوں کو دعوت بھی کھلائی ہم نے
ان کو مجھوٹے خوشامد بھی چٹائی ہم نے

پھر بھی افسوس میسر ہمیں ڈالر نہ ہوا
ہم نے چاہا تھا یہ ہو جائے سو وہ بھی نہ ہوا

ہورشنگ والوں نے اندھیر مچا رکھا ہے
نئے نئے گھر میں "مردوں" کو بسا رکھا ہے
ٹیکس والوں نے تو معیار گرا رکھا ہے
ہائیڈرو والوں نے بھیجے کو گھما رکھا ہے

مستقل نزلہ ہے، بیماری ہے، بیکاری ہے
کیا تیرے شہر میں رہنے کی عوض خواری ہے

ہم یہ کہتے نہیں کرسی ہمیں اعلیٰ دے دے
ہم بھوکے لال نہیں ہیں جو تو حالا دے دے
ہاں مگر راہ گزاروں کو اجالا دے دے
مور گیج دینے کو سمدھی کا سہارا دے دے

تجھ کو معلوم نہیں ہم سے ہے عظمت تیری
ہم جو بگڑے تو بگڑ جائے گی قسمت تیری

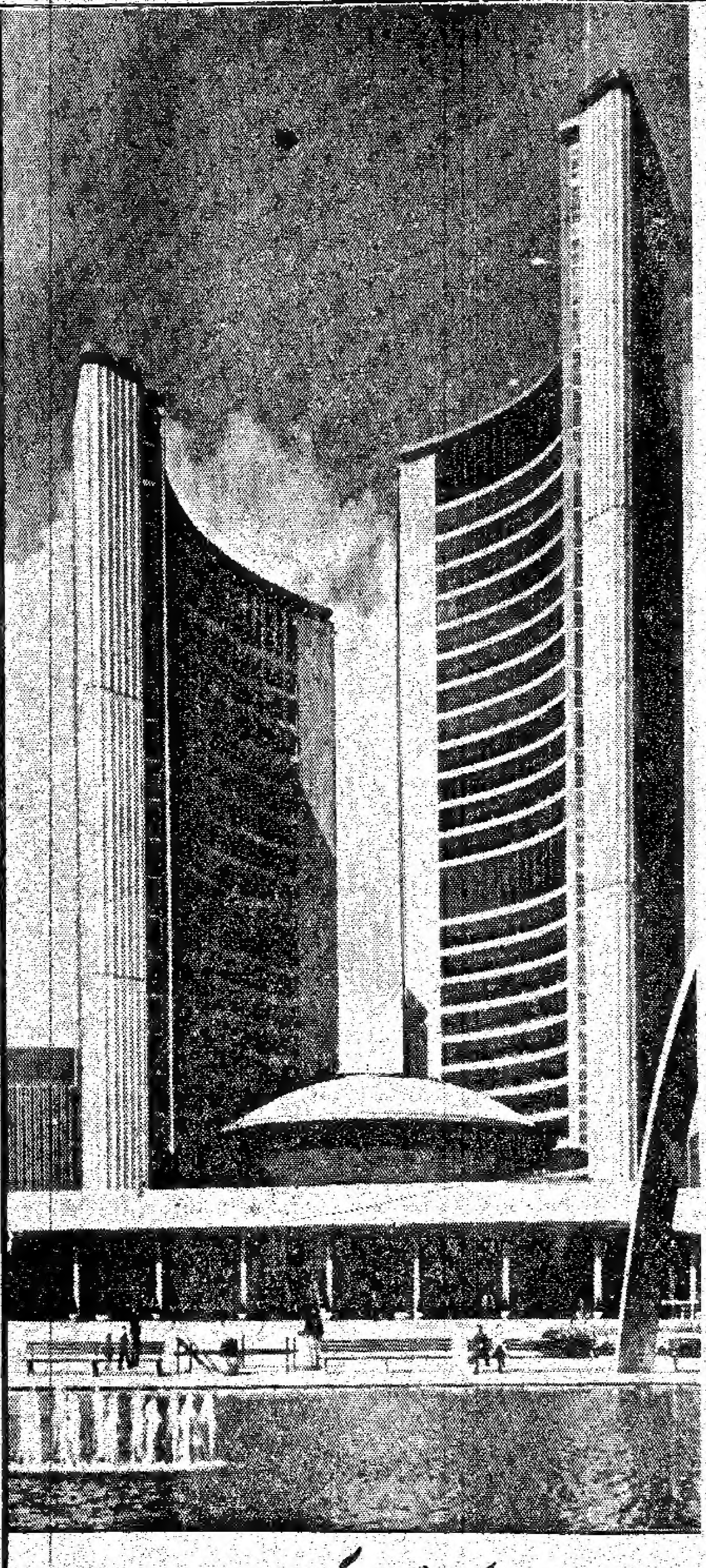

۸ نومبر ۸۲ء کو میونسپل الیکشن ہو رہا ہے۔ جس کے اخراجات کم سے کم ڈھائی ملین ڈالر ہوں گے۔ اس کا بوجھ بھی ہم ٹیکس ادا کرنے والوں پر پڑے گا۔ اگر آپ ووٹ دینے کے حقدار ہیں تو

اپنے ووٹ کا صحیح استعمال کیجئے۔

Toronto

آبادی: ۵۹۹۲۱۷
ووٹ دینے کے حقدار: ۴۳۸۴۹۱
رقبہ: ۳۸ مربع میل
کونسل کے ممبران کی تعداد: ۲۳
میئر: آرٹ ایگلیٹن
میئر کی تنخواہ: سالانہ ۷۴۶۵۳ ڈالر

North York

آبادی: ۵۶۰۴۰۲
ووٹ دینے کے حقدار: ۳۷۸۰۰۰
رقبہ: ۷۵ مربع میل
کونسل کے ممبران کی تعداد: ۱۹
میئر: مل لاسٹ مین
میئر کی تنخواہ: سالانہ ۷۰۹۴۰ ڈالر

Etobicoke

آبادی: ۲۹۸۷۱۳
ووٹ دینے کے حقدار: ۲۱۴۱۸۳
رقبہ: ۴۹ مربع میل
کونسل کے ممبران کی تعداد: ۱۵
میئر: ڈینس فلائن
میئر کی تنخواہ: سالانہ ۵۹۱۷۰ ڈالر

York

آبادی: ۱۳۴۰۰۰
ووٹ دینے کے حقدار: ۸۴۰۰۰
رقبہ: ۹ مربع میل
کونسل کے ممبران کی تعداد: ۱۱
میئر: گیل کرسٹی
میئر کی تنخواہ: سالانہ ۶۰۱۲۴ ڈالر

Scarborough

آبادی: ۴۴۴۳۵۳
ووٹ دینے کے حقدار: ۲۹۲۰۰۰
رقبہ: ۷۰ مربع میل
کونسل کے ممبران کی تعداد: ۱۹
میئر: گس ہیرس
میئر کی تنخواہ: سالانہ ۵۸۸۵۰ ڈالر

East York

آبادی: ۱۰۲۰۰۰
ووٹ دینے کے حقدار: ۷۵۰۰۰
رقبہ: ۸ مربع میل
کونسل کے ممبران کی تعداد: ۹
میئر: ایلن ریڈوے
میئر کی تنخواہ: سالانہ ۴۲۷۱۵ ڈالر

Ministry of Citizenship and Culture

اس منسٹری نے ایک کتاب شائع کی ہے
Mother Tongue Atlas of Metropolitan Toronto, Volume I

جس میں ایسی گیارہ مادری زبانوں کا تذکرہ اور تفصیل ہے جو غیر سرکاری ہیں۔ ان زبانوں کے بولنے والوں کی تعداد، عمر، جنس، کہاں سے تعلق ہے اور کس پیشہ سے تعلق رکھتے ہیں یہ تمام تفصیلات اس کتاب میں درج ہیں۔ یہ کتاب ۱۹۶۱ء تا ۱۹۷۶ء کی مردم شماری سے ترتیب دی گئی ہے۔ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے لحاظ سے اس کا دوسرا حصہ آئندہ سال شائع ہوگا۔ یہ کتاب اونٹاریو بک اسٹور سے ۳۵ ڈالر میں خریدی جا سکتی ہے۔ آپ بھی اس نمبر پر 965-6515 فون کیجئے، کتاب خرید لے اور دیکھئے کہ ان گیارہ زبانوں میں کہیں اردو زبان کا تذکرہ ہے یا نہیں۔

گزشتہ ہفتے سی۔ این ٹاور کی سب سے بلندی پر لال رنگ کے جگ مگ کرتے ہوئے بلب کو بدل کر زیادہ پاور کا بلب نصب کیا گیا۔

نئے نصب کئے جانے والے بلب کا وزن ۲۸ پونڈ اور لمبائی ۳ فٹ ہے۔

اسے ہیلی کاپٹر کی مدد سے دو آدمیوں نے مل کر نصب کیا

ایک بلب کو نکال کر دوسرا بلب لگانے پر جو خرچہ آیا ہے وہ ہے ۱۲ ہزار ڈالر۔

———×———

Ministry of Treasury and Economics

Ontario

News release

پریمیئر ڈیوس نے آج صوبے میں افراط زر کو قابو میں رکھنے کیلئے ایک جامع پروگرام کا اعلان کیا۔ جس کے تحت دو صورت حال کا مقابلہ کرنا ہے اول عوام کی اجرت پر قابو اور دوئم صوبائی انتظامیہ سے عائد کردہ قیمتوں میں اضافے پر محدود اقدام کرنا۔

پروگرام کے مرکزی حصہ کی تعمیل کرنے کیلئے حکومت نے افراط زر کو قابو میں رکھنے کے ایکٹ کو آج متعارف کرایا۔ جو تقریباً ۵۰۰،۰۰۰ عام ملازمین کی اجرت میں اضافے کی حد قائم کرے گا۔ اور جو فروری ۱۹۸۴ء سے پہلے تک انتظامیہ کے قیمتوں کے اضافے کے طریقہ کار پر نظرثانی کرے گا۔

پریمیئر نے واضح کیا کہ معیشت کو قابو میں رکھنے کیلئے حکومت کا پروگرام "ایک فعل" تھی۔

"میں سمجھتا ہوں کہ اس کا احساس ہم سب کو ہے کہ اقتصادی حالت کے حل کا جواب آسان نہیں۔ جن معاشی مشکلات کا سامنا ہے، جلد از جلد ان کو حل کردینا مشکل ہے لیکن اس کو حل کرنے کا حتمی اصول ضرور ہے جس کو حکومت کے ہر شعبہ میں اپنانا اور آزمانا چاہئے۔" پریمیئر نے کہا

"ابھی ہم ابتدائی مرحلہ پر کام کررہے ہیں جس سے نئی نوکریوں کی جگہ پیدا ہوگی اور معاشی سرگرمیوں میں تحریک پیدا ہوگی"۔

ساتھ ہی ساتھ ڈیوس نے دوبارہ وزیراعظم ٹروڈو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ معیشت پر وزیروں کی پہلی کانفرنس کا انعقاد ہونا چاہئے۔ اور دوئم معیشت پر قومی نظم و ضبط قائم کرنا چاہئے۔ جس میں حکومت کے تمام شعبے، کارخانے اور مزدور ملوث ہوں۔

ڈیوس نے کہا کہ اگر یہ تعاون ناکام ہوگیا تو وہ اونٹاریو میں اپنا الگ پروگرام متعارف کرائیں گے جو نوکریوں کی حفاظت اور شہریوں کے فلاح و بہبود کیلئے ہوگا۔ انہوں نے نشاندہی کی کہ خزانچی فرینک ملر اس موسم سرما سے پہلے دوسرا معاشی ابتدائیہ متعارف کرائیں گے۔

ڈیوس نے بار بار اس بات کو دہرایا کہ وہ کلی طور پر افراط زر کا مقابلہ کرنے کیلئے قیمت اور اجرت کو قابو میں رکھنے کے قومی پروگرام کے حق میں ہیں۔ غیرسرکاری حلقوں کے لوگوں کو حکومت کے اس اقدام یعنی افراط زر کے روک تھام میں کسی جوابی عمل کا اظہار نہیں کرنا چاہئے۔

آج افراط زر کے خلاف معاہدے کے ایکٹ میں اونٹاریو کی شرکت کا تعارف کرایا گیا۔ یہ ایکٹ اونٹاریو کے خزانچی کو پورا اختیار دیتا ہے کہ وہ قومی اجرت اور قیمت کو قابو میں رکھنے کے پروگرام سے مکمل اتفاق کرلیں۔

اسی اثناء میں ڈیوس نے کہا کہ حکومت کا افراط زر کے روک تھام کی کوشش، بجائے خود اونٹاریو میں افراط زر میں کمی کا باعث بنے گا۔

حکومت کے اجرت کو قابو میں رکھنے کے پروگرام کے تحت، معاہدہ اور تنخواہ کا گروپ جس سے صوبائی اور حکومت کے ملازمین، ان کے ارکان مجلس اور کونسل، اور میونسپلٹی کے کارکن، اسکول بورڈ کے ارکان، اور تعلیمی ادارے، عدلیہ، ہسپتال، صحت عامہ کے ادارے اور متعدد سماجی ادارے اپنے سال رواں میں طے کریں گے۔ لیکن اس کے بعد اجرت اور دیگر فوائد کو آنے والے سال میں ایک سال کیلئے ۵ فیصد اضافہ پر محدود کردیا جائے گا۔

یہ پروگرام ایک اعلان ہے اور اس کے نتیجے میں تصادم کا انحصار موجودہ معاہدہ کے حالات پر ہے۔ یہ اعلان یکم اکتوبر ۱۹۸۲ء سے ستمبر ۳۰، ۱۹۸۳ء تک لاگو رہے گا۔

ڈیوس نے کہا کہ کم آمدنی والوں کی دیکھ بھال کے باعث انہیں اس ۵ فیصد اجرت میں اضافے کے قانون سے مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے۔ علاوہ کے عملی سال میں باضابطہ گھنٹے کام کرنے والے ملازمین جن کی آمدنی ۱۵۰۰۰ ڈالر سالانہ سے کم ہے کم از کم ۷۵۰ ڈالر تا ۱۰۰۰ ڈالر اضافی تنخواہ پائیں گے۔ جزوی گھنٹے کام کرنے والے ملازمین کی تنخواہوں میں بھی اسی تناسب سے اضافہ ہوگا۔

یہ قانون عارضی طور پر بنیادی اجرت اور اسٹرائک کی حمایت کرتی ہے جبکہ غیر مالی معاملات میں یہ قانون لاگو نہیں ہوگا۔

حکومت کے حدود میں اور وزارت کی جانب سے وصول کی جانے والی فیسوں یا قیمتوں میں اضافہ ۵ فیصد سے زیادہ نہیں ہوگا۔

حکومت کی ایجنسیوں اور بورڈ کی جانب سے قیمتوں کو مقرر کرنے یا لاگو کرنے پر نظرثانی کیلئے وزراء کی ایک کمیٹی مقرر کی جائے گی۔ وزراء کی کمیٹی کو اصول معاشیات کے مدنظر اضافے کو مناسب سمجھتے ہوئے لاگو کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

کچھ ایجنسیاں اور جماعتیں جن کی قیمت یا فیس اس پروگرام سے متاثر ہونگی ان میں گو ٹرانزٹ، اونٹاریو ناردرن ٹرانسپورٹیشن کمیشن، اونٹاریو پلیس، گیس یوٹی لیٹیز، انٹر سٹی بس کمپنیز اور اونٹاریو ٹیلیفون کمپنیاں شامل ہیں۔

اس قانون کے تحت، حکومت کو اختیار ہے کہ وہ قیمتوں میں اضافے کو ختم کردے یا اضافے کو لاگو ہونے کی اجازت میں تاخیر کردے، جو اضافے افراط زر کو قابو میں رکھنے کے اصول کے منافی ہوں۔

چیئرمین کنزیومر اور کمرشل ریلیشنز منسٹر رابرٹ ایلگی (ROBERT ELGIE) کے ماتحت وزراء کی کمیٹی، آج سے لیکر ۳۱ دسمبر ۱۹۸۳ء تک قیمتوں کے اضافے پر نظرثانی کرے گی۔

بورڈ کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ وہ اس مدت میں غیرسرکاری حلقوں میں اجرت اور تنخواہوں کے اضافے پر نظر رکھے۔

اجرت پر قابو پروگرام کے تحت بورڈ کمپنی سیٹلمنٹ پلان کے اضافے پر بھی اختیار رکھے گی کہ یہ اضافہ ایکٹ کے منافی تو نہیں۔ اگر کہیں مناسب سمجھا گیا تو کسی معاملہ پر نظرثانی کرکے اسے مستثنیٰ قرار دیا جاسکتا ہے۔

قانون، وزراء کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ وہ کسی بھی پیش کردہ قیمت میں اضافے کو مکمل طور پر یا جزوی طور پر بالکل رد کردے۔ قیمت میں اضافے کی تاریخ کو بڑھا دے، یا ۵ فیصد سے زیادہ بڑھائی گئی قیمتوں کو کسی شرط کے ساتھ منظور کرلے۔

افراط زر پر قابو پانے والے بورڈ کے چیئرمین جیک بی ڈل (JACK BIDDELL) ہونگے۔ "جو انتظامیہ اور مزدوروں میں باعزت اور جانے پہچانے ہیں" ڈیوس نے کہا

Ontario

GOVERNMENT OF ONTARIO

POLICY STATEMENT ON RACE RELATIONS

حکومت اونٹاریو اس کی اہمیت اور تہذیب و نسل کے درمیان مساوات اور عوام میں واضح اور فیصلہ کن جستجو والے لیڈرشپ پر یقین رکھتی ہے۔

حکومت اونٹاریو کئی سالوں سے مختلف تہذیب اور مختلف نسلوں کی ترقی و بقا کی اہمیت کو سمجھ رہی ہے۔ اس کے نتیجہ میں مختلف نسل اور تہذیب کی زندگیوں نے اونٹاریو کو مالا مال کردیا ہے لیکن کسی نے بھی ایسے فعل کی تردید نہیں کی جس سے نسلی امتیاز کا اظہار ہو یا مختلف تہذیب یا نسل کے نقصان کا باعث بنا ہو۔

اسی طرح حکومت کی خواہش ہے کہ وہ اپنی پالیسیوں کو دوبارہ لاگو کرے تاکہ ہر ایک کے ساتھ مساوات کا برتاؤ زندہ جاوید رہے۔

اس لئے حکومت توثیق کرتے ہوئے اعلان کرتی ہے کہ:-

I صوبہ اونٹاریو میں نسلی امتیاز کسی بھی طور برداشت نہیں کیا جائے گا۔

II اونٹاریو کے ہر شخص کو بغیر نسلی امتیاز کے مساوی طور پر کام کرنے اور اس صوبے میں زندگی گزارنے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔

III نسلی برتری ہر لحاظ سے غلط ہے اور ایسی برتری کیلئے اونٹاریو میں کوئی جگہ نہیں۔

IV حکومت نسلی امتیاز کے اخراج کیلئے کام کرے گی تاکہ بنی نوع انسان کی قدر و قیمت کا اندازہ ہوسکے۔

V نسلی امتیاز کا فعل اونٹاریو ہیومن رائٹس کوڈ کے تحت سمجھا جائے گا اور جب ضرورت پڑی اس کوڈ میں ترمیم بھی کیا جاسکتا ہے۔

VI نسلی امتیاز کے جرم کو قانون کا سامنا کرنا پڑے گا تاکہ اونٹاریو میں رہنے والے تمام شہریوں کی عزت و عظمت اور جانی حفاظت ہوسکے۔

حکومت تمام لوگوں سے امید کرتی ہے کہ وہ متحد ہو کر کام کریں گے اور اس سوسائٹی کی خاطر حکومت کا ساتھ دیں گے۔ جہاں ہر آدمی، عورت اور بچے کو مساوات آزادی ہے کہ وہ اپنی خوشگوار زندگی کیلئے بھرپور حصہ لیں۔

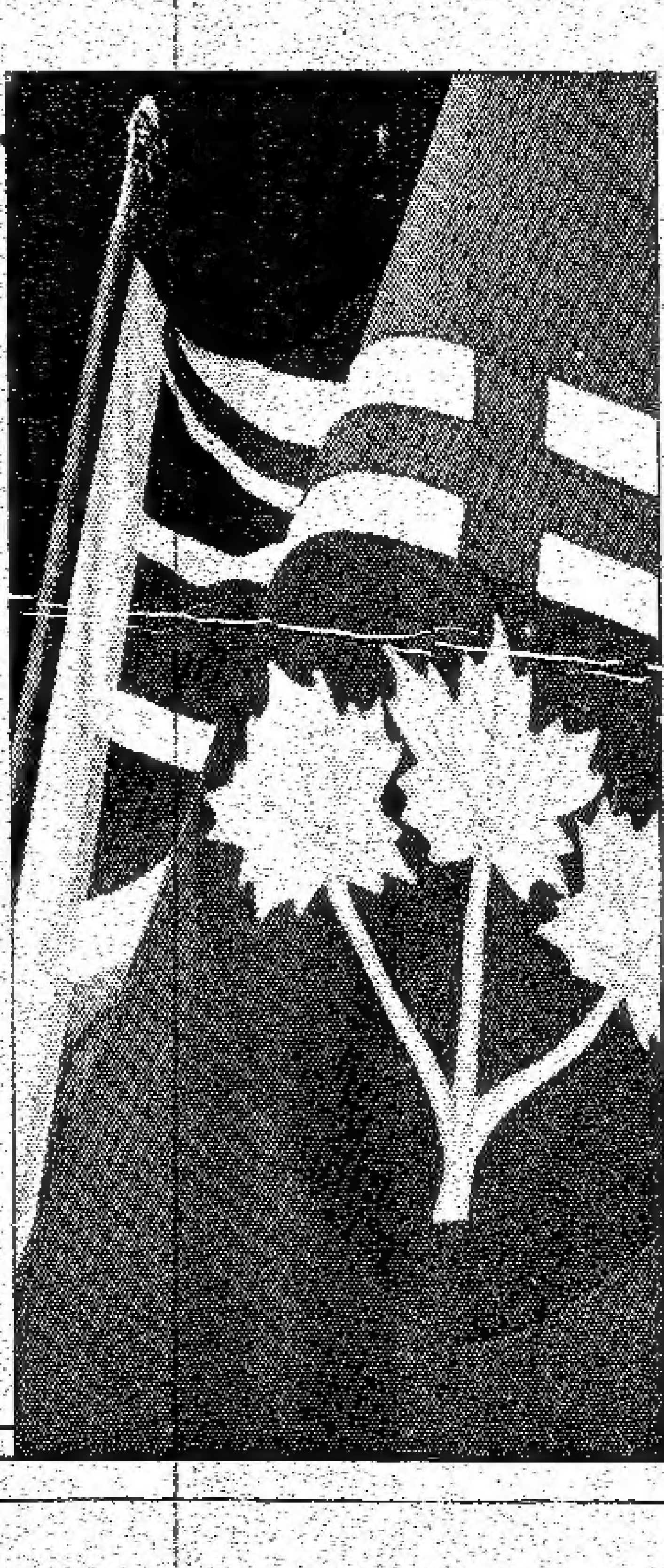

WILLIAM G. DAVIS
PREMIER

R. ROY McMURTRY
ATTORNEY GENERAL

RUSSELL H. RAMSAY
MINISTER OF LABOUR

کیا تخریب کاری کے پیچھے رُوس کا ہاتھ ہے؟

تحریر: ایم بی سکندر

خدا پاکستان کے دشمنوں کو ان کے عزائم میں کامیاب نہ کرے اب انہوں نے دو محاذوں کی بجائے ایک محاذ پر اپنا پورا زور صرف کرنا شروع کر دیا ہے اب بیرونی محاذ پر مخالفانہ سرگرمیاں مدھم پڑ گئی ہیں اور سارا زور اندرون ملک دہشت گردی لاقانونیت اور جرائم کے ارتکاب پر لگایا جا رہا ہے تاکہ خاکم بدہن اندرونی عدم استحکام ہی پاکستان کو لے ڈوبے۔ دراصل حالیہ دہشت گردی انتہائی مایوسی کی پیداوار ہے ایسے عناصر جو موجودہ مارشل لاء کی حکومت کے روز بہ طوالت اور انتخابات کرائے جانے میں عدم دلچسپی سے ناخوش ہیں وہ موجودہ حکومت کی مخالفت میں اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ ان کی یہ ملک دشمن سرگرمیاں ملک کی سالمیت پر وار کرنے لگی ہیں اور ظاہر ہے کہ پاکستان کے عوام اسے کبھی بھی برداشت نہ کریں گے لیکن پیشتر اس کے کہ اس دہشت گردی کا سدباب کیا جائے ملک کے اندرونی عدم استحکام کے افسانے زبان زد خلائق اور عالمی موضوع بن چکے ہوں گے جس کے اثرات بہت دور رس ہو سکتے ہیں اس افراتفری اور دہشت گردی کا سدباب آج سے بہت عرصہ قبل بڑی آسانی سے ممکن تھا۔ حکومت اگر سیاسی سرگرمیوں پر اتنی پابندیاں نہ لگاتی اور سیاستدانوں سے اندرونی استحکام کے لئے گفت و شنید شروع کر دیتی تو اس دن کو بڑی آسانی سے ٹالا جا سکتا تھا اور آج حکومت کو چپے چپے پر سپاہی کھڑا کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ حکومت اور عوام کو یہ دن حکومت کی حد سے زیادہ خود اعتمادی کی وجہ سے دیکھنا پڑا۔ پابندیاں عموماً زیر زمین سرگرمیوں کو جنم دیتی ہیں حکومت کا خیال تھا کہ اسلامی نظام کے نفاذ کی کارکردگی سے عوام خوش ہیں۔ حالانکہ اس بارے میں طبقہ علماء کی جو رائے ہے وہ پریس میں آتی رہتی ہے اور کسی طبقہ نے بھی حکومت کی اس کارکردگی پر اظہار اطمینان نہیں کیا۔ بلکہ بعض حلقوں نے تو یہاں تک کہا ہے کہ موجودہ حکومت اپنے اقدامات سے اسلامی نظام کے لئے بدنامی کا سبب بن رہی ہے۔ اسلامی نظام پر اقتدار اعلیٰ احکام خداوندی کا پابند ہوتا ہے جبکہ موجودہ مارشل لاء ہی اقتدار اعلیٰ کا بلا شرکت غیرے مالک ہے وہ کسی بھی اسلامی شرعی حکم کا پابند نہیں ہے مارشل لاء کی طرف سے کتنے ہی ایسے احکامات جاری کئے گئے ہیں جو خلاف شرع ہیں مثلاً اسلامی نظام میں عوام کے بنیادی حقوق پر کوئی پابندی نہیں لگائی جا سکتی اور نہ ہی انہیں محض ایک آرڈر کے ذریعے جیلوں میں بند کیا جا سکتا ہے جب خود مارشل لاء اسلامی احکامات پر عمل درآمد نہیں کرتا تو اسے دوسروں سے اس پر عمل درآمد کرانے کا کیا جواز ہے۔ مزید برآں بعض حلقے یہ بھی پوچھتے ہیں کہ موجودہ حکومت کے پاس اتنے طویل عرصہ تک برسر اقتدار رہنے کا کیا جواز ہے۔ سیاسی پارٹیوں کے وجود سے کتنا ہی انکار کیوں نہ کیا جائے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر عوام کو حکومت کا حق حاصل ہے تو پھر سیاسی پارٹیوں کی موجودگی ناگزیر ہے۔ خود صدر مملکت عوام کی حکومت کے حق کو تسلیم کرتے ہیں لیکن وہ اکثریت کے حق کو تسلیم نہیں کرتے یہ دونوں چیزیں متضاد ہیں۔ اگر موجودہ حکومت کو مغربی جمہوری نظام میں خرابیاں اور خامیاں نظر آتی ہیں تو اسلامی احکامات کی روشنی میں جس میں عوام کو زیادہ سے زیادہ کاروبار حکومت میں شریک کیا جا سکے کوئی نہ کوئی طریقہ وضع کیا جا سکتا تھا لیکن مارشل لاء حکومت نے خود کو عقل کل سمجھتے ہوئے تمام حقوق اپنے لئے محفوظ کر لئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عوام میں مایوسی پیدا ہوئی۔ سیاستدان تو میدان میں آگے نہ بڑھ سکے لیکن چند جلد باز خود پسند عناصر نے دہشت گردی کی راہ اختیار کر لی۔ صدر مملکت کا یہ فرمانا کہ موجودہ تخریبی سرگرمیاں اس بات کا ثبوت ہیں کہ تخریب پسند عناصر اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ میں حائل ہو کر اسے روکنا چاہتے ہیں کچھ جچتا نہیں کیونکہ ملک کی اکثریت کے نزدیک اسلام کے نظام کے سلسلے میں کچھ کام ہوا ہی نہیں اور اگر کچھ ہوا ہے تو وہ نمائشی ہے اس لئے ان تخریبی کارروائیوں کا مطلب اسلامی نظام کی راہ میں رکاوٹ بننا نہیں بلکہ حکومت کو اس بات پر مجبور کرنا ہے کہ وہ اقتدار عوام کو لوٹا دے اور خود بیرکوں میں چلی جائے اس وقت تک یہ مطالبہ سیاستدانوں کی طرف سے بار بار دہرایا جا چکا ہے۔ لیکن یہ صرف زبانی جمع خرچ تک محدود رہا۔ اب چند سرپھروں نے اس تخریب کاری کے ذریعے احتجاج کی عملی شکل دے دی ہے۔ یہ چیز اس بات سے صاف ظاہر ہے کہ ان تخریب کاریوں کے ذریعے اس وقت تک ایسے لوگ سامنے ہیں جو اس بات کے حامی ہیں کہ موجودہ حکومت کی درازیٔ عمر ہی میں ملک کی مشکلات کا حل موجود ہے۔ جیسا کہ خود صدر مملکت نے فرمایا ہے ان کارروائیوں کا مطلب حکومت کو مرعوب کرنا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حکومت ایسے عناصر سے نمٹنا جانتی ہے اور وہ انہیں کچل دے گی۔ لیکن سختی کی صورت میں حکومت پر "تیتی سٹائل" اسلام لانے کا اہتمام آئے گا۔ امریکہ نے اپنی اس رائے کا برملا اظہار کیا ہے کہ پاکستان کی موجودہ حکومت اسے محض اس لئے گوارا ہے کیونکہ یہ جابر اور ظالم حکومت نہیں ہے اگر یہاں بھی برسر عام پھانسیاں لگنے لگیں تو اس کا رد عمل ضرور ہو گا۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ تخریب کاری کا مطلب بھی حکومت کو اپنے رویہ میں تبدیلی لانے اور انتخابات کرانے پر مجبور کرنا ہے اسے یکسر منظور نہیں اور نہ وہ اس پر تیار ہیں۔ وہ اتنے بے وقوف نہیں ہو سکتے کہ جنرل ضیاء الحق جیسے رحمدل اور حق پسند انسان کو اقتدار سے ہٹا کر یا انہیں خاکم بدہن قتل کر کے مزید دس برس کے لئے ایک نئے مارشل لاء کو دعوت دیں اور اس وقت تک جو کچھ کیا جا چکا ہے وہ سب خاک میں مل جائے۔ اس لئے یہ تخریب کاری عارضی اور چند روزہ ہے اور اس میں شدت روس کی حوصلہ افزائی کی وجہ سے ہے کیونکہ روس اور دیگر اشتراکی ممالک کی نظروں میں صدر مملکت جنرل ضیاء الحق صاحب امریکہ کے بندے ہیں۔ جیسے ہی ایک نئے سیاسی نظام کی داغ بیل ڈال دی گئی۔ اب سیاستدانوں سے گفت و شنید کا سلسلہ شروع کر دیا گیا حالات بہتر ہو جانے کی قوی امید ہے۔ عوام کو مسلح کرنے کی حالیہ تجویز بجائے نفع کے الٹا نقصان دہ ثابت ہو گی۔ کیونکہ اس سے جرائم میں اضافہ اور آپس میں خانہ جنگی کا خطرہ بڑھ جائے گا۔ ہر سیاسی پارٹی خفیہ طور پر اپنی فوج تیار کرے گی اور انتخابات کے موقع پر کشت و خون کے خدشات بڑھ جائیں گے۔ اس خانہ جنگی کو روکنے کے لئے تو مارشل لاء لگایا گیا تھا۔ حالیہ تخریب کاری جو برسات کے کیڑوں کی طرح ایک دم سے نکل آئی ہے کا سب سے موثر علاج ایک ایسے اسلامی نظام سیاست کی تشکیل ہے جو اسلامی روح جمہوریت کا آئینہ دار بھی ہو اور سب کے لئے قابل قبول بھی ہو۔ تدریجی سیاسی نظام کے جس ڈھانچے کی خبریں سننے میں آ رہی ہیں وہ تدریجی ہونے کی وجہ سے شاید پسند نہ کیا جائے۔ پانچ سال گزر جانے کے باوجود "مرحلہ وار" اور "درجہ بدرجہ" کی رٹ کا موجود رہنا مزید الجھنوں کا باعث بنے گا۔ اگر تدریج کو ہی مدنظر رکھنا تھا تو پھر سابقہ پانچ سال حکومت نے یہ "تدریج" کیوں نہ شروع کی اسی وقت تک اس کے ایک دو مرحلے مکمل بھی ہو چکے ہوتے۔ اصل حکومت کا مطلب کام کو ٹال دینا ہے اور وہ بہتر حالات کی انتظار میں ہے لیکن اس شخص کی مانند جس کو باغ سے اچھے خوش رنگ پھول توڑنے کی اجازت تھی لیکن واپسی کی ممانعت تھی سو اس نے اپنا ہر انتخاب اس بنا پر مسترد کر دیا کہ آگے جا کر اس سے بہتر پھول ملیں گے لیکن آگے جا کر اسے سوائے گھاس پھوس کے کچھ نہ ملا۔ حکومت کو بھی اس طوالت سے سوائے مایوسی کے کچھ حاصل نہ ہو گا کسے معلوم تھا کہ آگے چل کر امریکہ بھارت کی سیاست کا شکار ہو جائے گا اور پاکستان کی معاہدہ شدہ امداد سے بھی کمی کر دی جائے گی۔

کسے خبر تھی کہ مشرق وسطیٰ میں حالات یہ صورت اختیار کر لیں گے کہ پاکستان امریکہ کا حامی ہونے کی وجہ سے اور فلسطینیوں کی موثر مدد نہ کرنے کی وجہ سے اسلامی ممالک کی حمایت سے یوں محروم ہو جائے گا کہ اسلامی وزرائے خارجہ کانفرنس میں وہ کوئی موثر کردار ادا نہ کر سکے گا۔ عرب ممالک کو جس طرح امریکی نمائندہ مسٹر حبیب نے دھمکیاں دیں اور انہیں فعال مداخلت سے باز رکھا پاکستان بھی اس زد میں آ گیا اور اسلامی وزرائے خارجہ کی کانفرنس میں امریکہ کے خلاف کوئی قرارداد پاس نہ ہو سکی حالانکہ مسئلہ لبنان پر امریکہ اور پاکستان کے اختلافات کا ذکر اکثر کیا جاتا رہا ہے۔ امید تھی کہ اسرائیل کا وزیر بھی مقبوضہ کشمیر کا دورہ کرے گا اور عدم جارحیت کے معاہدہ کی تکمیل میں بھارت اتنی تاخیر کرے گا کہ اسے روس کی طرف سے "بتا تیری رضا کیا ہے" کے مترادف سمجھا جائے گا۔ اس لئے ملک کے اندرونی استحکام کیلئے بلا امتیاز ماو تو کو نظر انداز کرتے ہوئے یکجہتی اور اتحاد کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا جائے اور یہ تب ہی ممکن ہے کہ حکومت اپنے سے باہر کے لوگوں کو بھی برابر کی اہمیت دے۔ حکومت کی طرف سے کوئی بھی یک طرفہ کارروائی مفید ثابت ہونے کی بجائے انتہائی مضر ثابت ہو گی۔

مجوزہ سیاسی ڈھانچہ میں سب سے زیادہ اختلافی شق صدر کے انتخاب کے لئے بلدیاتی کونسلروں کو انتخابی کالج قرار دینا ہے۔ ۱۹۸۳ء کے بلدیاتی انتخابات یقیناً اس وجہ سے زیادہ اہم ہوں گے کہ یہ لوگ صدر کے انتخابی کالج کا فرض ادا کریں گے اور دوسرے حکومت اپنے سابقہ تجربہ کی روشنی میں ہی ان کو کنٹرول کرے گی۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت یہ انتخابات غیر جماعتی بنیادوں پر کرانا چاہتی ہے لیکن کیا آج پاکستان میں کوئی گھر ایسا ہے جو کسی نہ کسی سیاسی جماعت سے وابستہ نہیں ہے ان انتخابات کی ایک اور خصوصیت یہ ہو گی کہ اب ان میں جاگیردار پڑھا لکھا طبقہ زور و شور سے حصہ لے گا۔ سابقہ انتخابات میں ان کو غیر اہم سمجھ کر نظر انداز کر دیا گیا تھا۔ اب حکومت نے کونسلروں کو جو رنگ لگا دیا اور جس طرح پبلک میں ان کی عزت افزائی کے امکانات پیدا کئے ہیں اچھے اچھے متوسط درجہ کے سیاستدان بھی ان میں حصہ لینے سے گریز نہیں کریں گے۔ ان حالات میں حکومت کے لئے یہ کام اور زیادہ کٹھن ہو جائے گا۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ اس وقت تک سیاسی پارٹیوں کو بحال کر دے تاکہ سیاسی کیفیت کے ڈھانچے میں سیاسی آدمی غیر سیاسی روپ دھار کر بلدیاتی اداروں میں آ گھسیں۔ اگر سیاسی پارٹیاں بحال نہ کی گئیں تو ملک کا ہر فرد غیر سیاسی شمار ہو گا اور بلدیاتی انتخابات میں اگر حکومت کا ناقد چند کرنے کی کوشش کرے گا تو مقامی وڈیرا اور بار کونسلوں کی خاص طور پر یہی کوشش ہو گی۔ ایک اور مجوزہ شق میں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ پارلیمنٹ صدر کی منظوری کے بغیر آئین میں کسی ترمیم کی مجاز نہ ہو گی۔ اس سے قبل کے آئینوں میں پارلیمنٹ کو ہر حال میں فوقیت حاصل تھی۔ مزید برآں پارلیمنٹ سے صدر کو معزول کرنے کا اختیار بھی واپس لے لیا جائے گا۔ اور صدر کو یہ اختیار بھی یک طرفہ طور پر حاصل ہو گا کہ وہ پارلیمنٹ کو توڑ کر صدر راج نافذ کر سکیں گے پارلیمنٹ کے امیدواروں کے لئے بھی صدر صاحب کی منظوری کی شرط ضروری قرار دی گئی ہے اور غضب بالائے غضب یہ کہ یہ آئینی ڈھانچہ موجودہ بلدیاتی کونسلوں کے سامنے منظوری کے لئے پیش کیا جائے گا۔ کیا کسی کو یہ شک ہو سکتا ہے کہ موجودہ کونسلروں کی اکثریت جن کا وجود اور جن کے مراتب صدر پاکستان کی نظر کرم کا نتیجہ ہیں اسے منظور کر دے گی۔ اس منظوری کو صدر صاحب کے انتخابات کا ریفرنڈم قرار دے دیا جائے گا۔ گویا اس مجوزہ سیاسی ڈھانچہ میں صدر صاحب نے حسب خواہش نئی صدارت کے لئے راستہ صاف کر لیا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب آئین ۱۹۷۳ء تشکیل دیا جانے لگا تو بھٹو صاحب نے صدر کے لئے کم اور وزیر اعظم کے لئے زیادہ اختیارات تجویز کئے۔ پارلیمنٹ نے اسے اس وجہ سے بہ عجلت منظور کر لیا کیونکہ اس وقت بھٹو صاحب صدر تھے ارکان کا خیال تھا کہ وزیر اعظم کم اختیارات والے صدر (مسٹر بھٹو) کے لئے کافی بھاری بھرکم ثابت ہوں گے کیونکہ آئین میں وزیر اعظم کو زیادہ اختیارات دئیے گئے تھے لیکن جب آئین منظور ہو گیا تو بھٹو صاحب نے اچانک وزیر اعظم بننا منظور کر لیا اور یوں وہ صدر سے زیادہ اختیارات کے مالک بن گئے موجودہ حالات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سیاسی پارٹیاں اس یکطرفہ آئین پر ہرگز رضامند نہ ہوں گی اور اس میں مزید ترامیم کے لئے اصرار کریں گی۔ لیکن موجودہ حالات اس کے بنا چارہ نہیں کہ تخریب کاری کے رجحان کا قلع قمع کرنے کے لئے صدر صاحب سب سیاستدانوں کی ایک کانفرنس بلائیں ان سے علاج مشورہ کریں۔ صدر سیاسی سرگرمیوں کی اجازت ملنے کے ساتھ ہی یہ لہر اپنی موت آپ مر جائے گی اور یوں وطن عزیز کے عوام کو سکھ چین کا سانس لینا نصیب ہو گا۔

اصلاح معاشرہ کی مہم کے دوران ملتان میں سول افسروں کی ایک عشرت گاہ کا انکشاف اس بات کا ثبوت ہے کہ پانی کہاں مرتا ہے۔ تین افسر تو موقع پر ہی پکڑے گئے ہیں اور اب عشرت گاہ کے ریکارڈ سے جو فہرست منظر عام پر آئی ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ اس حمام میں سب ننگے ہیں اب بیوروکریسی اس انتظام میں مصروف ہے کہ اس معاملہ کو آگے نہ بڑھایا جائے اور معاملہ ان تین افسران تک ہی محدود رہے لیکن کیا مرکز کے ریکارڈ کو ان افسران سے کوئی عداوت تھی کہ گھر بیٹھے ان کے نام شراب کے بل لکھ دیئے گئے۔ اس کا انکشاف یوں ہوا کہ ایک لڑکی کی رفاقت پر دو افسروں میں جھگڑا ہو گیا اور محروم افسر نے غالباً اس اڈے کا انکشاف کر دیا بیوروکریسی کی اکثریت رشوت کے لئے پہلے ہی بدنام ہے اب یہ بھی انکشاف ہو گیا ہے کہ یہ رقم کہاں خرچ ہوتی رہی ہے۔ بیوروکریسی کے سوچنے کا مقام ہے کہ ان کے درمیان ایسے افراد کی موجودگی ان کے مرتبہ کے لئے کہاں تک قابل فخر ہے۔ اس انکشاف سے اسلامی نظام کے نفاذ کو بہت دھچکا لگے گا۔ سیاستدان پہلے بھی کہتے رہے ہیں کہ اسلامی نظام کے نفاذ کا ساتھ دینا موجودہ بیوروکریسی کے بس کی بات نہیں اور اب اس کا عملی ثبوت بھی مل گیا ہے۔ صدر محترم بھی یقیناً بہت رنجیدہ ہوں گے کہ انہیں کیسے لوگوں سے پالا پڑا ہے۔

چوہدری ظہور الٰہی کی یاد میں!

۲۵ ستمبر کو جن کی پہلی برسی منائی گئی!

مچل رہے ہیں نگاہوں میں ان گنت خورشید
خراج میں ترے خوں کے مرے عظیم شہید

وہ داستاں جسے سب چھیڑنے سے ڈرتے تھے
اسی کی تیرا لہو آج بن گیا تمہید

ثبوت زندگی جاوداں ترا مسکن
نشانِ منزل اہل وفا تری تقلید

ترے لہو سے ہوئی تازہ داستانِ حرم
رقم کیا ہے ترے خوں نے کلمۂ توحید

حسینیت کو دیا ہے تیرے لہو نے فروغ
یزیدیت کی ہے تیرا عمل کھلی تردید

تو لازوال سہارا تھا کوچۂ گردوں کا
تو ارضِ پاک کی ناقابلِ شکست امید

ترے نقوش قدم تا ابد رہیں قائم
کہ اہل درد کو دی تو نے منزلوں کی نوید

نبھا گیا تو بہر حال رسمِ شبیری
اگرچہ راہ میں حائل تھے سینکڑوں ہی یزید

احمد کمال

OCTOBER 1982

MONTHLY

AAWAZ

EDITOR : SOHAIL AKHTAR

Publisher

Z. Modi

PERSONNEL

Phone: 416-282-6671

REPRESENTATIVE

F. J. Kowalski,
Phone: 416-922-6250

ماہنامہ

آواز

اسکاربرو کینیڈا

مدیر: سہیل اختر

100 Caronia Sq. Scarborough, Ont, M1B 2Z8

LEAST ADMIRED MEN

It will positively depress the White House, but Ronald and Nancy Reagan lead the negative list

Least Admired Men: 1. Ronald Reagan 2. Howard Cosell 3. Richard M. Nixon

گزشتہ دنوں امریکہ کے ایک مشہور ماہنامے نے
ایک سروے کیا۔ آپ کی دلچسپی کیلئے نتیجہ حاضر ہے۔
(بشکریہ یوایس)

LEAST ADMIRED WOMEN

Least Admired Women: 1. Nancy Reagan 2. Brooke Shields 3. Suzanne Somers

VALUABLE

اس آدمی کے پاس ہنر ہے۔
یہ اہم کینیڈین ہے۔ ہمیں اس
طرح کے بہت سے لوگوں کی ضرورت ہے

کینیڈا کے بزنس کی کامیابی کا انحصار
اس ملک کے ہنرمند کاریگروں پر ہے۔ لیکن
نئی ٹکنالوجی اور ملکی معیشت میں تبدیلی کی وجہ
سے، ایسے ہنر میں تبدیلی آرہی ہے جس کی بہت مانگ
ہے۔

نئی ٹکنالوجی کی مانگ کے تحت لوگوں کو ٹریننگ
دی جارہی ہے جو تجارت کے فروغ کا باعث بن رہے
ہیں، لیکن ایسے ہنرمند بہت کم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ
کینیڈا کے نئے نیشنل ٹریننگ ایکٹ کا وجود ہے۔ تاکہ
کل استعمال ہونے والے ہنر کو آج ہی سیکھ لیا جائے۔

ہم زیادہ تر ایسے آجروں کی حوصلہ افزائی
کرتے ہیں جو نوکری کے ساتھ ساتھ ٹریننگ کا بھی انتظام
کریں۔ اسی طرح زیادہ سے زیادہ کینیڈین کو نوکری
کے ساتھ ہنر سیکھنے کا موقع فراہم ہوگا۔

صوبائی حکومت کی جو امداد کمیونٹی اور ٹیکنیکل
کالجوں کیلئے ہے، یہ آجروں کیلئے جدید ٹیکنیکل سہولتیں
بہم پہنچانے میں مددگار ثابت ہوسکتے ہیں۔

اور کام کرنے والوں کیلئے جنہیں کام پر
جدید ٹیکنالوجی کی وجہ سے ٹریننگ کی ضرورت ہے،
انہیں کسی خاص ہنر کو سیکھنے پر خاص الاؤنس دیا
جائے گا۔ ایسے لوگوں کی مدد کرنا جنہیں کام پر
جدید ٹیکنالوجی کی ٹریننگ کی ضرورت ہے، فیڈرل
حکومت کا اہم منشا ہے۔

۱۹۸۰ء کے کام کی جگہوں پر قابو پانے
کا اس سے بہترین ذریعہ کیا ہو سکتا ہے؟
وہ ہیں بے شمار ہنر کے ساتھ۔

skills
THE NEW NATIONAL TRAINING ACT

For more information about Skills and the new National Training Act, write to us at: SKILLS OTTAWA K1A 0J9

name ______
address ______
city ______ prov. ______
postal code ______

Employment and Immigration Canada
Lloyd Axworthy, Minister

Emploi et Immigration Canada
Lloyd Axworthy, Ministre

Canada

روح کی حقیقت

[illegible]

MONTHLY AAWAZ

ماہنامہ آواز

(سکار برو، کینیڈا)

پبلشر: ظہیر نقوی

ایڈیٹر: سہیل اختر

اپنا تو کام ہے کہ جلاتے چلو چراغ
رستے میں خواہ دوست کہ دشمن کا گھر ملے

کیا چاہئے اس کو خون عرب سے

گزشتہ شمارے میں اس عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا تھا، جسے پڑھ کر شکاگو سے جناب ساجد صاحب نے انتہائی برہمی کا اظہار کیا ہے ــــ ساجد صاحب آپ کو جس پیراگراف پر اعتراض ہے وہ مولانا شبلی نعمانی کی کتاب سے ماخوذ ہے۔ آپ نے صحیح لکھا ہے کہ اگر تبلیغ کرنی ہے تو "احسن" طریقے سے کی جائے۔ تحریر آپ کچھ بھی کہیں مگر آج ہم اپنے مسلم معاشرہ کی طرف دیکھتے ہیں تو دل کڑھتا ہے۔ ہم مسلمان کہلاتے ہیں اس کے باوجود اگر آپ کسی مسلمان بھائی سے پوچھیں کہ وضو کے کتنے فرض ہیں تو جواب ملے گا کہ امام مسجد سے جا کر دریافت کیجئے ــــ

ــــ یہ بات بھی کوئی ڈھکی چھپی نہیں کہ عیسائی اور یہودی چاہتے ہیں کہ دنیا سے اسلام بالکل ختم ہو جائے۔ اس لئے وہ ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔ اور ہر روز عیسائی ممالک کے ریڈیو اور ٹیلی ویژن مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مذہب اسلام سے خائف ہیں انہیں معلوم ہے کہ اگر اس مذہب کے خلاف کچھ نہ کیا گیا تو یہ مذہب بڑی تیزی سے سارے دنیا میں پھیل جائے گا ــــ کیا یہی مذہب رہ گیا ہے کہ ہم اپنے مسلمان بھائی کی اچھی باتوں کا مذاق اڑائیں!

قرآن اور آپ کا گھر

کیا آپ کے گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہے؟

گھر کے افراد میں سے کتنے ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں؟

کیا بچوں کو قرآن کے قصص و واقعات سنائے جاتے ہیں؟

کیا گھر میں قرآن کی آیات اور احکام پر باتیں ہوتی ہیں؟

بڑوں اور بچوں کو قرآن کی آیتوں سے کتنا لگاؤ ہے؟

بڑوں اور بچوں میں سے قرآن کا مفہوم سمجھنے یا ترجمہ جاننے والے کتنے ہیں؟

کیا گھر میں قرآن کو سمجھنے کیلئے ترجمے اور تفسیریں موجود ہیں؟

کیا قرآن کی آیات اور ان کے ترجمے کتبے دیواروں پر آویزاں ہیں؟

کیا گھر کے سربراہ یا افراد کسی حلقہ درس قرآن میں حصہ لیتے ہیں؟

[illegible] آپ کے عزیزوں کیلئے

امریکن اسلامک ایسوسی ایشن

فرینکفورٹ کے علاقے میں مسجد اور مدرسہ کی تعمیر کیلئے کوشاں ہے تاکہ آج کے مادہ پرستانہ ماحول اور بے مروت نظام تعلیم میں گھر کر رہ جانے والے بچے قرآن کا واضح سمجھ سکیں۔ وہ قرآنی تعلیم بلا جھجھک سیکھنے کیلئے ہر قسم کی قربانیاں دینے کو تیار رہیں ــــ

آئیے ہم اس نیک کام میں امریکن اسلامک ایسوسی ایشن کا ہاتھ بٹائیں۔ اللہ کے گھر کی تعمیر میں حصہ لینا ایسی خوش نصیبی ہے، جس کا موقع بھی بار بار نہیں ملتا۔

اگر ہمارے قارئین اپنی آمدنی میں سے صرف ایک گھنٹے کی تنخواہ بھی اللہ کے گھر کی تعمیر کی نذر کر دیں تو آج عظیم الشان مسجد تعمیر کی جا سکتی ہے۔

ہم برادران اسلام سے اپیل کرتے ہیں کہ مسجد کی تعمیر کیلئے دل کھول کر عطیات دیں۔ یقیناً اللہ سب کچھ دیکھنے اور جاننے والا ہے۔

اپنے عطیات درج ذیل پتہ پر بھیجئے!

American Islamic Association
P.O.Box 721 Tinley Park, Illinois 60477

یہ ادارہ حکومت امریکہ سے منظور شدہ ہے۔ ہر موصول شدہ عطیات کی رسید جاری کی جائے گی۔

مزید معلومات کیلئے اس ایسوسی ایشن کے صدر جناب [illegible] سے اس نمبر پر رابطہ قائم کیجئے

957-2793 شکاگو

LEAST ADM

It will positively depre
Ronald and Nancy Re

Least Admired Men: 1. Ronald Reaga
2. Howard Cosell 3. Richard M. Nixon

ایک مشہور ماہنامے نے
دلچسپی کیلئے نتیجہ حاضر ہے۔
(بشکریہ [illegible])

LEAST ADM WOMEN

Least Admired Women: 1. Nancy Re
2. Brooke Shields 3. Suzanne Somers'

م، الف

دلہن ایک رات کی

میں خواب دیکھنے کا عادی نہیں ہوں لیکن وہ لڑکی اتنی خوبصورت تھی کہ آنکھوں کا اعتبار ختم ہونے لگا تھا۔ میں نے اپنی زندگی میں بے شمار خوبصورت لڑکیاں دیکھی تھیں ان سے ملا تھا باتیں کی تھیں اور انہیں سرگوشیوں میں اس بات کا احساس دلایا تھا کہ زندگی صرف انہی کے قدموں کا نام ہے۔ لیکن وہ لڑکی جو اپنے انتہائی خوبصورت مکان کے سرسبز و شاداب لان میں تنہا بیٹھی تھی ان تمام سے ماورا تھی۔

وہ حسن کا ایک ایسا شاہکار تھی جو شاید صرف اسی لئے تخلیق کیا جاتا ہے کہ فطرت خود اپنے کمال حسن بر تکمیل تمام کی مہر ثبت کر سکے۔ وہ پورا مکان اس کی شادابی سے نکھر اٹھا تھا۔

اسے دیکھنے کے بعد زمین نے میرے پاؤں پکڑ لئے تھے۔ میری جگہ کوئی بھی ہوتا تو حسن کے اس شاہکار کو دیکھنے کا دیکھتا رہ جاتا۔ میری پلکیں جھپکنا بھول گئی تھیں۔

بالآخر اس لڑکی نے بھی مجھے دیکھا اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی میرے پاس آ گئی۔ میں اس وقت اس کے مکان کے گیٹ سے باہر کھڑا تھا......

وہ مجھے دیکھ کر مسکرائی اور ٹھہرے ٹھہرے لہجے میں بولی "آپ کون ہیں؟"

"میں ... میں" کچھ بوکھلا سا گیا تھا۔

"آپ چونکہ بہت دیر سے گیٹ پر کھڑے ہیں اسی لئے میں نے سوچا کہ آپ سے پوچھ لوں۔"

میں نہیں چاہتا تھا کہ اس سے گفتگو کا یہ موقع گنوا دوں۔ لیکن لفظ رعب حسن سے ہونٹوں کے حصار سے باہر نہیں نکل رہے تھے میں نے بڑی مشکل سے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"مجھے آپ کا یہ مکان بہت اچھا لگا ہے۔"

"کیا خاص بات ہے اس میں؟" وہ مسکرائی اور میں نے محسوس کیا جیسے دور دور تک اجالے بکھر گئے ہوں۔ میرا جی چاہا کہ اس سے کہہ دوں کہ نہ صرف یہ مکان بلکہ یہ پوری کائنات ہی تمہاری وجہ سے حسین ہو گئی ہے۔

"دراصل میں ایک بے گھر آدمی ہوں۔" میں نے جلدی جلدی کہنا شروع کر دیا۔ "میری کمپنی نے مجھ سے کہا ہے کہ میں خود ہی دو ڈھائی ہزار روپے ماہانہ کا کسی اچھے علاقے میں کوئی مکان ڈھونڈ لوں اور اب میری یہ حالت ہو گئی ہے کہ جہاں بھی کوئی خوبصورت مکان دکھائی دیتا ہے میرے قدم وہیں رک جاتے ہیں اور سوچتا ہوں کاش میں بھی کسی ایسے ہی مکان میں رہ سکوں! اتفاق سے آپ کے مکان کے سامنے بھی میں اسی لئے رک گیا تھا۔ اگر آپ کو ناگوار گزرا ہو تو مجھے معاف کر دیجئے۔"

"نہیں کوئی بات نہیں۔" وہ نرمی سے مسکرائی اور ایک طرف ہٹتی ہوئی بولی "آپ اندر تشریف لے آئیں۔"

پھر میں جیسے بادلوں پر چلتا ہوا اس کے سرسبز و شاداب لان میں آ بیٹھا۔ وہ میرے سامنے والی کرسی پر بیٹھی تھی۔ لان کی بہت ہی سلیقے سے دیکھ بھال کی گئی تھی۔ چاروں طرف کیاریوں میں مختلف قسم کے پھول لگے ہوئے تھے اور چنبیلی کی بھینی بھینی خوشبو سے وہ پورا ماحول معطر ہو رہا تھا۔ وہ مجھے ایک نظر دیکھتے ہوئے بولی "آپ تشریف رکھیں میں آپ کے لئے کوئی ٹھنڈا شربت لے کر آتی ہوں۔"

وہ نہ کوئی حکم تھا اور نہ کوئی التجا تھی۔ لیکن اس کا لہجہ ایسا تھا کہ میں اس سے کچھ بھی نہ کہہ سکا۔

"کیا سوچ رہے ہیں؟" لڑکی کی خوبصورت آواز نے مجھے چونکا دیا۔ وہ ایک ٹرے میں شربت کے دو بڑے گلاس لئے اس طرح میرے سامنے کھڑی تھی جیسے ہوا میں پھولوں بھری نازک شاخ لہراتی ہے۔

"تو آپ کو ایک مکان کی ضرورت ہے؟"

"جی ہاں۔"

"آپ تنہا ہیں؟"

"ابھی تک تو تنہا ہی ہوں۔" میں نے اس کی طرف دیکھا پھر جلدی سے اس طرح نظریں جھکا لیں جیسے میری آنکھیں اس کے چہرے کو میلا کر دیں گی۔

"دراصل میں نے اپنے بہت سے دوستوں سے یہ کہہ رکھا تھا کہ مجھے کوئی خوبصورت سا مکان تلاش کر کے دیں۔ لیکن ابھی تک کسی نے بھی اس سلسلے میں سنجیدگی سے کام نہیں کیا تھا آج میرے دوست احمد صاحب نے مجھے اپنے بھائی کی شادی پر مدعو کیا تھا اور جب دعوت سے واپسی پر میں پیدل ہی اپنے ہوٹل کی طرف جا رہا تھا تو تین کوٹھیاں گزرنے کے بعد ہی جو مجھے مکان کی خوبصورتی نے مجھے سحرزدہ کر دیا تھا اور یہ وہی مکان تھا جس کے لان میں اس وقت بیٹھا اپنی زندگی کے خوشگوار ترین دن کی خوشگوار ترین باتیں کر رہا تھا۔

"آپ کیا سوچنے لگے؟" اس لڑکی نے میرے سامنے کی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اب ٹرے اس نے میز پر رکھ دی تھی اور شہد سے مشروب کا گلاس میری طرف بڑھا دیا تھا۔

"کچھ نہیں۔" میں نے ایک گہری سانس لی "صرف یہ کہ کیا آپ بھی یہاں تنہا رہتی ہیں؟"

"ہاں۔" وہ کچھ اداس نظر آنے لگی تھی۔ ہم خاموشی سے شربت پیتے رہے پھر کچھ دیر کی خاموشی کے بعد بولی۔ "اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس کوٹھی کا آدھا پورشن دے سکتی ہوں۔"

"خاتون یہ آپ کی عنایت ہو گی۔"

"پلیز آپ مجھے خاتون نہ کہیں۔"

"پھر؟"

"آپ مجھے روبی کہہ سکتے ہیں۔"

"روبی۔" میں نے یہ نام ہونٹوں میں دہرایا اور اپنے دل میں اتار لیا اب تک نہ جانے کتنی لڑکیوں کے نام میں نے دہرائے تھے انہیں لکھا تھا انہیں یاد کیا تھا لیکن جو سرور اس نام میں تھا وہ میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں محسوس کیا تھا۔

"میرا نام امتیاز ہے۔"

"اچھا نام ہے۔" وہ مسکرائی۔ میں کچھ نہ کہہ سکا۔

"اگر آپ یہ پورشن میں گزارا کر سکیں تو مجھے خوشی ہو گی۔"

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن ..." میں کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"آپ پہلے غریب خانہ تو دیکھ لیں۔" روبی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا پھر ہم دونوں لان سے گزر کر برآمدے سے ہوتے ہوئے ڈرائنگ روم میں آ گئے۔ یہ ڈرائنگ روم حسن، سلیقے اور امارات کا حسین ترین امتزاج تھا۔ بیش قیمت قالین، نئی وضع کے صوفے، چمکدار پیتل کے گلدانوں میں سجے ہوئے پھول، چاروں طرف روشنیاں بکھیرتے ہوئے خوبصورت فانوس، دیواروں پر دنیا کے مشہور مصوروں کی پینٹنگز پھر اس کے شعلے جیسے بدن کی قربت مجھ پر ایک سکتے کا سا عالم طاری ہوا جا رہا تھا۔

"میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ اس ویرانی کے باوجود یہاں آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ آپ ایسا کریں کہ اس مکان کا آدھا حصہ لے لیں اگر آپ کو پسند آیا ہو تو۔" روبی نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ویرانی۔" میں نے سوچا اگر یہی ویرانی ہے تو آبادی کسے کہتے ہیں۔ "میں شاید اس مکان کے ایک کمرے کا کرایہ بھی ادا نہ کر سکوں۔" میں نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ خاموش رہی پھر اس نے ایک صوفے کی طرف اشارہ کیا۔ "آپ بیٹھیں تو سہی میں ابھی آتی ہوں۔" اور یہ کہتے ہوئے وہ دروازے سے باہر نکل گئی۔ یا پھر مجھے ہی یہ محسوس ہوا کہ ہوا کا ایک خوشبودار جھونکا تھا جو آیا اور چلا گیا۔

میں ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے رات کو سوتے ہوئے مجھے کوئی دیو اٹھا کر پرستان کے محل میں لے آیا ہو۔ آنکھیں حیران ہو کر رہ گئی تھیں۔ اتنا حسن اتنا سلیقہ ایسی سجاوٹ، اتنی شائستہ گفتگو میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی کچھ دیر بعد وہ ایک سجی سجائی ٹرالی دھکیلتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی اور اس بار میرے جسم کا ہر ذرہ بکھر گیا۔ اب اس کے جسم پر سفید ساڑھی کی بجائے شب خوابی کا ایک پھولوں والا لباس تھا۔ ایسا لباس جس میں اس کا گلابی بدن جھلک رہا تھا میں نے مرعوب ہو کر اپنی آنکھیں جھکا لیں۔

وہ ٹرالی کو دھکیلتی ہوئی میرے قریب لے آئی "لیجئے!"

"آپ نے یہ تکلف کیوں کیا؟"

"شرمندہ مت کریں۔ میں اس مکان میں تنہا رہتی ہوں کسی کے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتی لیجئے۔"

ٹرالی کھانے پینے کی مختلف اشیاء سے سجی ہوئی تھی اس کے بے حد اصرار پر بہرحال مجھے تھوڑی تھوڑی ہر چیز چکھنا پڑی۔ وہ مجھے کھاتے دیکھ کر اس طرح خوش ہوئی جیسے میں اس کے اپنے ہی گھر کا کوئی فرد تھا پھر اچانک اسے جیسے کچھ یاد آ گیا اور اس نے سنجیدگی سے مجھ سے پوچھا۔

"پھر آپ نے اس مکان کے بارے میں کیا طے کیا؟"

"کرایہ تو جو ہو گا وہ میں ادا کر دوں گا۔" میں نے خود بھی سنجیدگی سے جواب دیا۔ "لیکن آپ کے خلوص اور اپنائیت کی قیمت میں شاید اپنی جان دے کر بھی ادا نہ کر سکوں۔"

"بہرحال اس تعریف سے مکان کا کرایہ کم نہیں ہو گا۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ میں کچھ کہہ نہ سکا۔ ویسے میں نے پہلے ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ اتنے شاندار مکان کو کرائے پر حاصل کرنا میری بساط سے باہر ہو گا اور اس نے اب خود بھی میرے خیال کی تائید کر دی تھی۔

اس نے مجھے پریشان دیکھا تو پھر مسکرا اٹھی۔ یوں جیسے چراغ جل اٹھیں۔

"ارے آپ تو پریشان ہو گئے۔ کرایہ دار سے زیادہ آپ میرے لئے ایک معزز مہمان کی حیثیت رکھتے ہیں۔"

میں خاموش رہا اور میری خاموشی کو وہ رضامندی سمجھتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ "آئیے میں آپ کو بقیہ مکان دکھاؤں۔"

"اس کی کیا ضرورت ہے؟"

"آئیے بھی!"

میں انکار نہ کر سکا اور اس کے ساتھ ہو لیا۔ وہ مجھے مختلف کمروں سے گزارتی ہوئی ایک انتہائی سجے سجائے کمرے میں لے آئی۔ جس کی کھڑکی کا رخ باہر سڑک کی طرف تھا۔

"اور یہ میری خوابگاہ ہے۔ پسند آئی آپ کو؟"

میں صرف ایک گہری سانس لے کر رہ گیا۔ اس لڑکی نے مجھے ہر پہلو سے حیرت زدہ کر دیا تھا پھر اس نے مجھے اپنے بستر پر بٹھا دیا اور خود میرے قریب بیٹھ گئی کچھ دیر تک ہم دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے اور میرا بدن دھیرے دھیرے سلگتا رہا۔ میرے ہونٹ کپکپانے لگے اس کی آنکھیں بھی گلابی ہوتی جا رہی تھیں۔ پھر صرف اتنا تو یاد ہے کہ میرے پورے وجود پر جیسے چاندنی اتر آئی تھی اور کچھ دیر بعد ہی میں اس چاندنی میں ڈوب کر رہ گیا۔

دوبارہ میری آنکھ کھلی تو ابھی صبح ہونے میں کچھ دیر باقی تھی۔ مجھے روبی کی خمار آلود سرگوشی سنائی دی "اب آپ چلے جائیں میں نہیں چاہتی کہ لوگوں کو ہمارے بارے میں چہ میگوئیاں کرنے کا کوئی موقع مل جائے۔"

اس کی آواز میں کچھ ایسا سحر تھا کہ میں نے تھوڑی ہی دیر میں خود کو سڑک پر کھڑے پایا۔ پیار بھری نظروں سے اس مکان اور اس پر گزری ہوئی چاندنی میں ڈوبی رات کو الوداع کہا اور خاموشی سے اپنے ہوٹل واپس آ گیا۔

ہوٹل کا وہ کمرہ جہاں میں پچھلے کئی دنوں سے مقیم تھا اب مجھے اجنبی محسوس ہو رہا تھا۔ میرا ہی شناسائی روبی کے کمرے میں چھوٹ گیا تھا۔

پھر مجھے یہ احساس نہیں کہ میں نے کس طرح ناشتہ کیا۔ کس طرح دفتر فون کر کے یہ بتایا کہ میں آج نہیں آ سکوں گا اور کس طرح نہا کر ایک خوبصورت سا سوٹ پہن کر دوبارہ اسی آفت جاں کے گھر کی طرف چل پڑا۔ اب اس راستے پر میرے قدم خود بخود آگے بڑھنے لگے تھے۔

وہ مکان میرے دوست احمد کے مکان سے تین کوٹھیوں کے بعد تھا۔ میں اس مکان کے گیٹ پر پہنچا اور ٹھٹھک کر کھڑا ہو گیا۔

مکان تو وہی تھا لیکن اب ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی جادوگر نے سارا منظر ہی تبدیل کر دیا ہو۔

وہ لان جو رات کو بے حد سرسبز و شاداب نظر آ رہا تھا اب اجاڑ اور ویران دکھائی دے رہا تھا۔ پھولوں کی جگہ خشک جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں اسٹینڈ پر لگے ہوئے بلب غائب تھے۔ دیواروں کا جگہ جگہ سے پلستر اکھڑا ہوا تھا۔ لوہے کے بیرونی گیٹ پر ایک بڑا سا زنگ خوردہ تالا لٹک رہا تھا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ مکان برسوں سے آباد ہی نہ رہا ہو۔

مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ یہ سب کیا تھا؟

اچانک برابر کی کوٹھی سے ایک کار باہر نکلی جسے ایک خوبصورت نوجوان چلا رہا تھا۔

وہ مجھے اس طرح حیران کھڑا دیکھ کر کار سے اترا اور میرے قریب آ کر بولا۔

"کیا بات ہے جناب! کیا دیکھ رہے ہیں؟"

"یہ مکان۔" میں نے مکان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ مکان سالہا سال سے بند پڑا ہے فرمائیے۔"

"مجھے دراصل کرائے پر ایک مکان کی ضرورت ہے۔"

"کرائے پر۔ لیکن یہ آپ کو کرائے پر نہیں مل سکتا۔"

"وہ بات یہ ہے کہ میں نے رات کو یہاں ایک خاتون سے بات کی تھی انہوں نے کہا تھا کہ ....."

"اوہ" اس نے اس طرح ایک گہری سانس لی جیسے سب کچھ سمجھ گیا ہو۔ پھر وہ آہستہ سے بولا "میرے دوست یہ کہانی بہت پرانی ہے اور بہت افسوسناک ہے یہ مکان دراصل میری بہن روبی کا تھا۔"

"روبی؟" میں چونک پڑا "اس مہربان خاتون نے بھی اپنا یہی نام بتایا تھا۔"

"ہاں، وہ۔" اس طرح بولا جیسے اس نے میری بات سنی ہی نہیں "روبی میری بہن تھی۔ بہت خوبصورت، بے حد ذہین۔ والد صاحب نے اسے جہیز میں دینے کے لئے یہ مکان بنوایا تھا اسے زندگی کی ہر آسائش سے مزین کیا۔ پس عین شادی کے دن روبی سیڑھیوں سے گر کر ہلاک ہو گئی۔"

"کیا کہہ رہے ہیں آپ؟" میں نے بوکھلاتے ہوئے پوچھا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ اس حادثے کے بعد سے والد صاحب نے اس کی یادگار کے طور پر اس مکان کو یونہی بند رہنے دیا ہے۔"

"لیکن میری ملاقات ..."

"اپنی شادی کی تاریخ کو وہ اسی طرح مختلف لوگوں کو نظر آیا کرتی ہے۔ ان میں سے کچھ لوگوں نے اس کا تذکرہ میرے والد سے بھی کیا ہے جسے سن کر وہ اور زیادہ دکھی ہو جاتے ہیں۔ میں آپ سے ایک بھائی کی حیثیت سے درخواست کروں گا کہ براہ کرم اس بات کا تذکرہ کسی سے نہ کیجئے۔"

میں نے دیکھا کہ اس نوجوان کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ گیا تھا۔ اس نے میری طرف دیکھا۔ ایک اداس مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر آئی اور وہ اپنے ہاتھوں سے آنسوؤں کو پونچھتا ہوا اور مجھے خدا حافظ کہتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

چٹی بکل مار کے.....

موت دی ایسی وجّی نوک
حال دسے دل وچ اٹھدی ہوک
نچی جا کے ٹرپٹے لوک
چٹی بکل مار کے ٹریا
جان دی بازی ہار کے ٹریا

اے سی ماں دا اکو جایا
کوئی نہ ماما، چاچا، تایا
پیو دی اس دا موت گوایا
حال نوں اج وسار کے ٹریا
جان دی بازی ہار کے ٹریا

چٹی چادر اس تے بنھ
آج تے سچ مچ لا ڑا لگے
حال اسدی نہ ویکھ کے رنجے
کجھ نہ سوچ وچار کے ٹریا
جان دی بازی ہار کے ٹریا

اماں بی نے مجھ سے روتے ہوئے کہا، "باقر، میں نے زبیدہ کی ماں کو مرتے وقت زبان دی تھی۔ قیامت کے روز میں مرحومہ کو کیا منہ دکھاؤں گی؟ تمہاری شادی ہو گی تو اسی سے ساتھ، ورنہ میں زہر کھا کر مر جاؤں گی" ——— ان کی دھمکی کارگر ثابت ہوئی، چنانچہ زندگی بھر کے لئے زہر مجھے ہی پینا پڑا۔

شراب نے مجھے تختۂ دار تک پہنچا دیا

راوی: جاوید ڈوگر

میں ایک نہایت سفاک، ظالم، بے درد اور بے دل انسان ہوں۔ میں اپنی سفاکی، سنگ دلی، بے دردی اور ظلم کی سزا پا رہا ہوں۔ آپ میری کہانی پڑھ کر دیکھ لیجئے کہ [illegible] عبرت کا ثبوت ہے۔

یہ الفاظ ایک ایسے نوجوان نے کہے جو اس وقت پاکستان کی ایک بڑی جیل میں موت کا منتظر ہے۔ میری اس کی ملاقات جیل میں ہوئی تھی۔ اسے موت کی سزا کا حکم ہو چکا تھا [illegible] خان صاحب "جمیل" [illegible] جیل میں [illegible] ایک روز میں نے موقع پا کر اس کو کہانی سنانے پر آمادہ کر لیا اور اس نے کہانی کچھ یوں بیان کی۔ جو آپ پڑھیں گے۔

اس نے بتایا۔

"میں ایک زمیندار خاندان کا چشم و چراغ ہوں۔ اپنے علاقے میں غیر معمولی سیاسی اور سماجی حیثیت کا مالک بھی۔ بعض لوگ شہرت کے [illegible] اور بعض حالات کا شکار ہو کر بدمعاش بنتے ہیں۔ لیکن میں موروثی طور پر بدمعاش ہوں۔ میرا باپ ہیبت خان علاقے کا مشہور بدمعاش تھا۔ اس کی بدمعاشی کے قصے آج بھی ہمارے علاقے میں زبان زد عام ہیں۔ میرا دادا بھی اپنے وقت کا نامی گرامی بدمعاش تھا۔ میری تربیت ایک خاص ڈھب سے ہوئی تھی۔ بچپن میں مجھ سے پہلوانی کرائی گئی تاکہ میں طاقتور بن سکوں۔ ماں سات سال کا چھوڑ کر اس دنیا سے چلی گئی تھی وہ آخری سانس لے رہی تھی تو اس نے میرے باپ سے التجا کی کہ جمیل خان کو بدمعاش نہ بنانا ہے۔"

میں اس وقت ان باتوں کو سمجھتا نہیں تھا لیکن یہ جملہ مجھے آج بھی یاد ہے۔ میری ماں کی شدید خواہش تھی کہ مجھے ایک شریف شہری کے روپ میں دیکھے۔ میرے سنگدل باپ نے ماں کی آخری خواہش کا بھی احترام نہیں کیا اور میری تربیت ایک خاص ڈھب پر جاری رکھی۔ میرا باپ بڑا ظالم تھا، وہ میرے سامنے فاقوں سے بدحال کسانوں پر تشدد کرتا۔ ان کی بہو بیٹیوں کی عزت لوٹتا کوئی احتجاج کرتا تو اسے اذیتیں دے کر ہلاک کرتا اور لاش کنوئیں میں پھینکوا دیتا۔ پہلے پہل تو مجھے اس کی یہ ظالمانہ حرکتیں اچھی نہ لگیں۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میں بھی سفاک ہوتا گیا اب میں اپنے باپ کے مکروہ اور ظالمانہ افعال میں برابر کا شریک تھا۔ وقت گزرتا رہا۔ میرا باپ جس کے دبدبے سے دنیا کانپتی تھی بڑے عبرت ناک انجام سے دوچار ہوا۔ اس کے غیرت مند مخالفین نے اسے قتل کیا۔ کئی گھنٹے تک اس کی لاش چوک میں پڑی رہی اور قاتل بھنگڑا ڈالتے رہے۔ لیکن بدقسمتی سے میں نے اپنے باپ کے انجام سے بھی سبق حاصل نہیں کیا۔ بلکہ الٹا انتقام لینے کی سوچنے لگا۔ اگرچہ میں جوان تھا اور میری رگوں میں خون کھول اٹھا۔

باپ نے مجھے ایک مرتبہ نصیحت کی تھی اس نے مجھے کہا تھا۔ "جمیل خان زندگی بھر کبھی عورت کو کمزور نہ جاننا اور کبھی جوا نہ کھیلنا۔"

مگر میں بھی آخر ہیبت خان کا بیٹا تھا۔ میں نے تمام برائیاں کیں حتیٰ کہ باپ کی اس واحد نصیحت کو بھی نظر انداز کر دیا۔ میں بظاہر ایک وجیہہ نوجوان ہوں اندر سے کھوکھلا ہوتا چلا گیا۔ میں شراب اور شباب کا رسیا ہی نہ تھا بلکہ بدکاری کے راستے پر بھی چل نکلا تھا۔ لوگ ہیبت خان کے مظالم بھول گئے اور میرا ذکر عام ہو گیا۔ میں ڈاکے ڈالتا، بسیں لوٹتا، حتیٰ کہ بیٹیوں کی خرید و فروخت کرتا اور بھتہ گیری کرتا۔ علاقے بھر کے چور ڈاکو میری پناہ میں رہتے اور علاقہ کی پولیس مجھ سے باقاعدہ حصہ وصول کرتی کسی تھانیدار کو یہ جرأت نہیں ہوتی تھی کہ وہ میرے آدمی کو تھانے بلوائے۔

اب میں وہ قصہ بتاتا ہوں جس کی پاداش میں، میں اپنے نو ساتھیوں کے ہمراہ اپنی قسمت کے فیصلے کا منتظر ہوں۔ ہوا یوں کہ ریل گاڑی میں دوران سفر ایک نہایت خوبرو لڑکی پر میری نظر پڑی وہ اکیلی سفر کر رہی تھی۔ میں نے دو ایک مرتبہ اسے متوجہ کرنے کی کوشش کی اور بالآخر ہم باتیں کرنے لگے۔ وہ ایک کاروباری لڑکی لگتی تھی لگتی ہی نہیں تھی بلکہ تھی بھی کاروباری۔ لاہور آ کر اس نے دو ہزار روپے طلب کئے۔ ہم ایک ہوٹل میں ٹھہرے۔ کئی روز ادھر ادھر سیر کرتے رہے اور اس دوران لڑکی نے فیصلہ کیا کہ وہ میرے پاس رہے گی۔

سچ پوچھیں تو یہیں سے میری بدبختی کی ابتدا ہوئی۔ بلکہ یہ کہنا مناسب ہو گا کہ یہ میری بدبختی کی انتہا تھی۔ قصہ مختصر میں اس لڑکی کو اپنے ڈیرے پر لے آیا۔ میرے پاس کئی لوگ تو آتے جاتے رہتے تھے۔ اس خوبرو لڑکی پر ہر کسی کی نظر ہو جاتی تھی تاہم میں نے کسی کو اس تک نہ پہنچنے دیا۔ اسی دوران معلوم ہوا کہ یہ لڑکی مجھ سے پہلے ایک بہت بڑے جاگیردار کے پاس تھی۔ اس کی مخالفت مول لے کر [illegible] اپنے پاس رکھنا خطرے سے خالی نہیں تھا کیونکہ لڑکی اس جاگیردار کی کمزوری تھی۔ میں نے اپنے طور پر یہ فیصلہ کر لیا کہ لڑکی کے دام کھرے کروں گا۔ پھر سندھ سے ایک وڈیرا میرے پاس آیا اس نے ۵ ہزار روپے [illegible]

[illegible] گری کو سہارا کر سکوں۔ اس واقعہ کا میری سگی بہن کے سوا کسی کو علم نہیں تھا۔ میری بہن پابند صوم و صلوٰۃ اور تہجد گزار خاتون تھی وہ اکثر مجھے برے کاموں سے روکتی۔ مگر مجھے اس کی نصیحتیں بری لگتی تھیں۔ آج سوچتا ہوں کاش میں اپنی بہن کی نصیحتوں پر کان دھرتا۔

چند روز گزرے تھے کہ [illegible] غائب ہو گئی [illegible] کا سراغ لگایا جائے کہ اس لڑکی کو یہاں سے بھاگنے میں کس نے مدد دی ہے۔ کیونکہ وہ یہاں سے تنہا نہیں جا سکتی تھی۔

میرے دل کو یہ تجویز اچھی لگی۔ میں نے اپنے گھر میں کام کرنے والی عورتوں اور مردوں کو اکٹھا کیا اور ان کی پٹائی کروانے لگا۔ کسی نے انکشاف نہ کیا تو میں نے از خود انہیں مارنا شروع کیا۔ ایک عورت تشدد سے نڈھال ہو گئی تو اس نے بتایا کہ خان جی ہم غریبوں پر ناحق ظلم کرتے ہو۔ اس لڑکی کو تو تمہاری بہن اور بہنوئی نے بھگایا ہے؟

میں شراب کے نشے میں اندھا ہو چکا تھا۔ مجھ پر شیطان کا غلبہ تھا۔ میں نے بھائی اور بہن کو بلوا لیا۔ اور اپنی تہجد گزار بہن کو برہنہ کر کے اس پر تشدد شروع کر دیا۔ میرا بہنوئی درخت سے بندھا ہوا یہ ظالمانہ کھیل دیکھ رہا تھا اذیتناک تشدد کے باوجود ان کی زبان سے ایک لفظ نہ نکلا۔ میں نے آگ لگا کر لوہے کی سلاخیں گرم کروائیں اور ان سلاخوں سے اپنی بہن اور بہنوئی کا جسم داغنے کا حکم دیا۔ میرے مجبوروں نے اس پر عمل شروع کر دیا۔ گوشت جل جل کر گرنے لگا۔ میری بہن نے نہ جانے کیا کیا واسطے دیئے۔ مگر مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ میری بہن منتیں کرتی رہی اور میں قہقہے لگاتا رہا۔ میری بہن حاملہ تھی وہ ہلاک ہو گئی تو میں نے اس کا پیٹ چاک کر کے بچہ نکال باہر پھینکا اور اس کا جسم سلاخوں سے داغنے لگا۔ یوں میں نے اپنے بہنوئی، بہن اور بھانجے کو موت کی نیند سلا دیا۔

پھر میں نے تینوں لاشیں اٹھا کر جلتی آگ میں پھینک دیں۔ نہ جانے اس وقت مجھے کیا ہو گیا تھا میں شیطان بھی نہیں تھا۔ حیوان بھی نہیں تھا کہ میرے خیال میں ایسی حرکت کوئی شیطان یا حیوان بھی نہیں کر سکتا۔ آج بھی کوئی میری اس ظالمانہ حرکت پر یقین نہیں کرے گا مگر حالات شاہد ہیں کہ میں نے ایسا کیا۔ اسی وقت پولیس آ گئی۔ میں نے تھانیدار سے ساز باز کی۔ اس نے یہ کیس اور لوگوں کے کھاتے میں ڈال دیا۔ مگر جب یہ صورتحال اعلیٰ حکام کے علم میں آئی تو اس کی انکوائری شروع ہو گئی۔ میں مجرم تھا۔ مجھے نو ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ اور آج میں یہاں اپنے کئے کی سزا بھگت رہا ہوں۔ مجھے موت کا غم نہیں۔ [illegible] اس بات کا یقین ہے کہ جتنے ظلم میں نے کئے [illegible] خدا کبھی مجھے معاف نہیں کرے گا۔

چند روز بعد جیل کا اسسٹنٹ آیا۔ اس نے جمیل خان اور اس کے نو ساتھیوں کو بلوایا۔ اور انہیں بیڑیاں پہنانا شروع کر دیں۔ یہ عجیب بات تھی جس شخص کو جیل میں شہزادوں کی طرح رکھا جاتا تھا اسے بیڑیاں پہنائی جا رہی تھیں۔ میں نے ریٹائرڈ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ سے دریافت کیا کہ ماجرا کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ دس کے دس مجرموں کو سزائے موت کا حکم ملا تھا جس کے خلاف انہوں نے رحم کی اپیل کر رکھی تھی وہ اپیل مسترد کر دی گئی ہے۔ ہم اب ان سب کو جیل میں نہیں رکھ سکتے۔ ان کا چالان دوسری جیل میں جا رہا ہے جہاں انہیں پھانسی دی جائے گی۔ جمیل خان کو بھی پتہ چل چکا تھا۔ وہ مجھ سے ملنے کے لئے آیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں پشیمانی کے آنسو تھے اور زبان پر یہ الفاظ کہ "میری کہانی ضرور لکھیے گا۔ شاید کوئی عبرت حاصل کرے۔ میری خواہش ہے کہ کوئی باپ اپنے بیٹے کو بدمعاش نہ بنائے۔ کوئی شخص شراب [illegible]"

متناسب جسم کی خواہش ہے تو زندہ رہنے کے لئے کھایئے کھانے کے لئے

زندہ نہ رہیئے

تحریر: رابعہ

کہتے ہیں کہ اگر آپ ڈائٹنگ کرنا چاہتی ہیں تو سب سے پہلے اپنے ذہن کو آمادہ کیجئے۔ تب ہی آپ کو اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے اور یہ کچھ غلط اس لئے نہیں ہے کہ بھوک میں ذہنی و نفسیاتی طور پر کھانے اور پیٹ بھر کر کھانے کی خواہش رو کے نہیں رکتی۔ ڈائٹنگ کا انحصار انسانی رویے پر ہوتا ہے۔ ذیل میں ہم ڈائٹنگ کے آداب تحریر کر رہے ہیں۔ آپ اپنی طبیعت اور اپنے مزاج کے مطابق آداب کا انتخاب کر کے ڈائٹنگ شروع کیجئے۔

(۱) شدید بھوک کے وقت ذرا تصور کیجئے اگر اپنے سامنے رکھی ہوئی بہت سی چیزوں میں سے سب کچھ نہ سہی، بہت کچھ بھی آپ نے کھا لیا تو آپ مزید کتنی موٹی ہو کے دیکھنے والوں کو بری لگ سکتی ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ ذہن میں اس تصور کو بھی رکھیے کہ اگر اس میں سے ہلکی پھلکی چیز آپ نے کھا لی تو نہ زیادہ وزن بڑھے گا اور نہ ہر چیز کھا لینے کی عادت پڑ جائے گی۔ گویا اس طرح مزید چڑھنے والی چربی کا سدباب ہو سکے گا۔

(۲) کھانے کے اوقات کے علاوہ آپ اپنے کو سلائی، کڑھائی میں مصروف رکھیے یا اپنی کوئی دوسری مصروفیت نکال لیجئے۔ تاکہ کھانے کی طرف سے دھیان ہٹا رہے۔

(۳) چاکلیٹ اور شکر سے بنی ہوئی دیگر ڈشیں بہت لذیذ ہوتی ہیں اور آپ ہی آپ ان کی جانب ہاتھ اٹھتا ہے لیکن اگر شروع میں آپ نے اپنے ذہن کو ڈائٹنگ پر آمادہ کر لیا ہے تو یہی چیزیں آپ کو اچھی نہیں لگیں گی۔

(۴) اگر آپ کو چیونگم کھانے کی ایسی عادت تھی کہ اس کے بغیر اطمینان نصیب نہیں ہوتا تو ایسی چیونگم بھی بازار میں دستیاب ہے جس میں شکر کا استعمال نہیں کیا جاتا۔ آپ ایسی چیونگم سے اپنے ذہن کو مصروف رکھ سکتی ہیں۔

(۵) کچھ لوگوں کے ذہن میں یہ تصور گھر کر چکا ہے کہ کھانے سے پہلے دانتوں کو صاف کرنا چاہیئے لیکن یہ بات طبی نقطۂ نظر سے غلط ثابت ہو چکی ہے [illegible]

(۶) ایسی اشیاء کم سے کم خریدیں جن میں شکر کا استعمال کیا گیا ہو۔ اس ضمن میں اشیاء کے لیبل ضرور پڑھنے چاہیئں تاکہ کھاتے وقت یہ رہے کہ آپ نے شکر کے استعمال والی چیز خرید ڈالی ہے۔

(۷) چلتے پھرتے کھاتے رہنے کی عادت ختم کر ڈالیے۔

(۸) کھانا کھاتے وقت اس بات کا دھیان رکھیں کہ زندہ رہنے کو کھا رہے ہیں۔ کھانے کے لئے زندہ نہیں ہیں۔ اگر واقعی آپ اس مقصد میں کامیاب ہو جائیں تو آپ مستقل مزاج بن گئیں۔

(۹) ایک ایسی ڈائری یا کتاب اپنے پرس میں رکھ چھوڑیئے جس میں دبلی پتلی خواتین کی تصاویر ہوں۔ وقتاً فوقتاً اپنے فارغ اوقات میں اس ڈائری کو کھول دیکھتی ہوں۔

(۱۰) رات میں آٹھ گھنٹے سے زیادہ نہ سوئیے کیونکہ جب ہم جاگ رہے ہوتے ہیں تو قدرتی طور پر جسمانی یا ذہنی طور پر کسی نہ کسی کام میں مصروف رہتے ہیں۔ اور نظام ہاضمہ بھی درست رہتا ہے۔

(۱۱) رات کے وقت جب آپ سونے کو لیٹیں تو اپنی بہنوں اور دیگر عزیزوں سے اپنی ڈائٹنگ کا تذکرہ ضرور کریں یا پھر کم از کم اپنے آپ سے تو ضرور کریں۔ اور تصور میں اپنے آپ کو دبلا دیکھیں۔

(۱۲) اگر آپ نے رات کو خواب میں کوئی کھانے کی چیز دیکھ لی ہے تو ضروری نہیں کہ وہ صبح اٹھ کر کھا بھی لی جائے۔ یاد رکھیں ڈائٹنگ کے دوران تو آپ کو اپنا وزن کم کرنا ہے۔ یہ الم غلم کھاتی رہیں تو ہو رہی ڈائٹنگ۔

(۱۳) اگر یہ مناسب ہو تو ہر دوسرے یا تیسرے ہفتہ میں شیڈول بنا لیجئے کہ آپ کو اپنے گھر سے [illegible]

(۱۴) ایک جوڑا ایسا بنایئے جس کو آپ اپنا فگر چاہتی ہیں۔ اور اسے ایسی جگہ پر رکھ چھوڑیئے جہاں سے آتے جاتے آپ کی نظر پڑتی رہے۔ یہ یاد رکھنے کا ایک عمدہ طریقہ ہے۔ اور نفسیاتی طور پر بھی بے حد اہمیت کا حامل ہے۔

(۱۵) اگر اس پر بھی طبیعت کھانے کو مچلتی ہے تو اسے ریفریجریٹر پر جلی حروف میں "ڈائٹنگ کر رہی ہوں" لکھ دیجئے شاید اس طرح آپ کوئی بہانہ کر سکیں۔

(۱۶) کھانے کے دوران آہستہ آہستہ کھائیں اور خوب چبائیں تاکہ زیادہ کھانے کی عادت کی تسکین ہو سکے خواہ اس میں دیر لگے۔

(۱۷) چائے بغیر شکر والی پئیں اور ذائقہ کی تسکین کے لئے الائچی ڈال لیں تو شکر کا احساس کسی حد تک ختم ہو جائے گا۔

(۱۸) ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات میں کھانے پینے کی اشیاء کی تصاویر اور اشتہارات شائع ہوتے رہتے ہیں جو ہمیں کھانے کی تحریک دیتے ہیں۔ آپ ضرور دیکھیں ایسے اشتہار مگر یہ سوچ کر کہ یہ ان کی ضرورت نہیں یہ صرف آنکھوں کو اچھے لگتے ہیں۔

(۱۹) ہمیشہ بیٹھ کر کھائیں، چلتے پھرتے یا بھاگتے کوئی چیز نہ کھائیں۔

(۲۰) کھانے کے اوقات ایک مرتبہ مقرر کر لئے گئے ہوں، ہمیشہ ان ہی اوقات میں کھانا کھایئے ان اوقات میں فون پر نہ تو زیادہ باتیں کیجئے اور دوسروں کو موقع دیجئے البتہ ٹی وی ضرور دیکھنا چاہیئے کیونکہ آپ کے ذہن [illegible] اور جسم نے بھی آپ کی طبیعت اور مزاج کے مطابق ساتھ کھانے کا ایک مخصوص وقت مقرر کر رکھا ہے۔ [illegible]

قتیل شفائی
(لاہور، پاکستان)

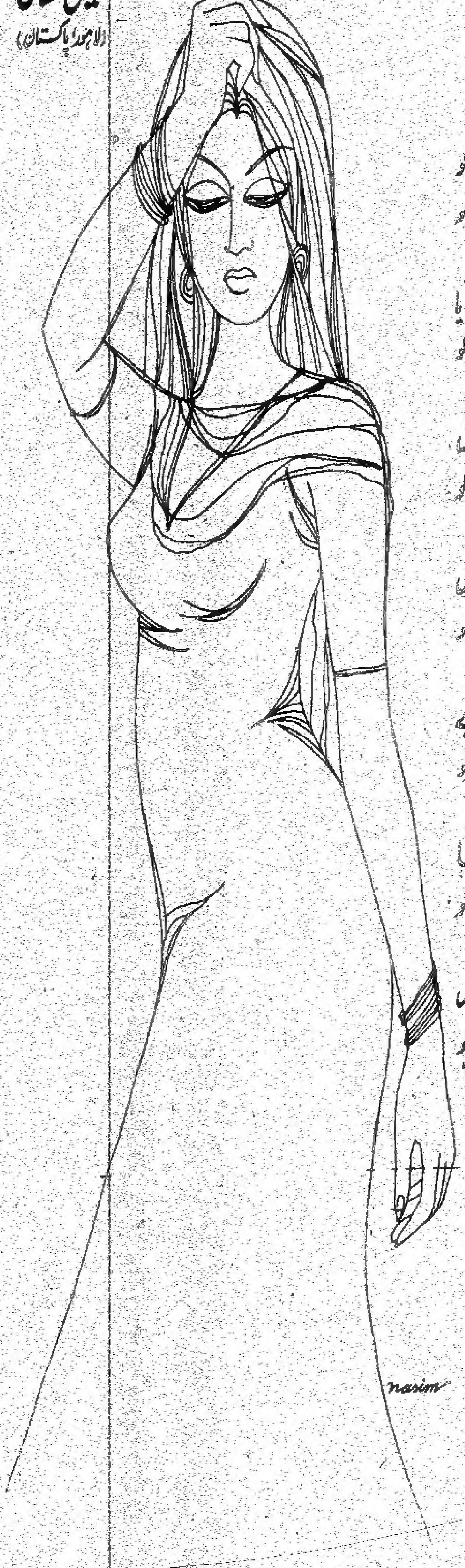

نئے اک شہر کو صبحِ سفر کیا لے چلی مجھ کو
صدائیں دے رہی ہے ایک چھوٹی سی گلی مجھ کو

میں اپنا عمر بھر کا چین جب اُس در پہ چھوڑ آیا
ملی ہے تب کہیں جا کر ذرا سی بے کلی مجھ کو

میں قطرے گن کے انسانوں کی تقدیریں بناتا ہوں
ذرا سی تشنہ کامی نے بنا ڈالا ولی مجھ کو

میں وہ گلشن گزیدہ ہوں کہ تنہائی کے موسم میں
نہیں ہوتے اگر کانٹے تو ڈستی ہے کلی مجھ کو

نئے رنگوں نے آنکھوں کو یہ کیسا حسن بخشا ہے
کہ جیسی ہو کوئی صورت، نظر آئے بھلی مجھ کو

محبت تھی اُسے لیکن مِرا افلاس جب دیکھا
پریشاں سی نظر آئی وہ نازوں کی پلی مجھ کو

قتیلؔ آباد جب گھر تھا تو کیوں مجھ پر کہیں غزلیں
یہ طعنہ جاتے جاتے دے گئی اک دل جلی مجھ کو

غزل

میں اسے مقتل کہوں، مسکن کہوں، زنداں کہوں؟
کیا قفس کے بام و در کو غلطۂ پیچاں کہوں

ظالمانہ عدل کے اس دور میں منصف سمیت
بے ستر پھرتے ہیں سب، کس کس کو میں عریاں کہوں؟

آبرو جس کو بچایا تھا نہیں جاتی رہی
بے خطا ہوتے ہوئے بھی خود کو پُر عصیاں کہوں؟

تم بہت کھیلے ہو میرے آہنی اعصاب سے
ہر ستم کی ایک حد ہے کب تلک نسیاں کہوں؟

راس آئی ہی نہیں مغرب کی بے ہنگم فضا
ان پری چہروں کو کیسے میں گلِ خنداں کہوں؟

تیرے بندے بھی تو پتھر کے بتوں سے کم نہیں
اے خدائے عزّ و جل کس کس کو میں یزداں کہوں؟

جو خلش بھولا کیے ہر دم فروزاں ہی رہی
غلطیاں دانستہ ہوں اور میں انہیں نسیاں کہوں؟

آج اک ترکیب ہے اعجاز اپنے ذہن میں
قصۂ پُر درد کو میں کیوں نہ خود ہذیاں کہوں؟

● —— اعجاز رضوی

اک زرد زرد ہوتا اک لال لال ہوتا
اک میرا گال ہوتا اک ان کا گال ہوتا

موئے کمر تمہارا مجھ کو وبال ہوتا
یہ گرچہ شیخ جی کی داڑھی کا بال ہوتا

وہ قبر پر کھڑے ہیں لیٹا ہے تو لحد میں
اے ان پہ مرنے والے کیونکر وصال ہوتا

جا کر مریضِ الفت آخر کہیں تو رہتے
ان کا مکان ہوتا یا اسپتال ہوتا

آئینے میں جو تیری صورت نظر نہ آتی
اس وقت فی الحقیقت تو بے مثال ہوتا

دو جزو تو ہیں مذکر پھر گل ہے کیوں مونث
کیوں شیر مال ہوتی یا شیر مال ہوتا

احکام عید قرباں کرتے تھے ان کو جاری
عاشق اگر نہ ملتا مینڈھا حلال ہوتا

آب و ہوائے فطرت چولا اگر بدلتی
بطخ حرام ہوتی کوّا حلال ہوتا

سب رند خوب پیتے شاہد وہ خود پلاتا
اے ساقی دوست اپنا کوئی کلال ہوتا

—— شاہد نقوی — اسکاربرو، کینیڈا

فرحت قادری

جنوں سے دامن چھڑا نہ نکلے
خرد کی باتوں میں آ نہ نکلے

سب اپنے بن کر ہی لوٹتے ہیں
کسی کو اپنا بنا نہ نکلے

یہاں کوئی قدرداں نہیں ہے
فضول آنسو بہا نہ نکلے

خدا لگائے گا پار کشتی
کسی کا احساں اٹھا نہ نکلے

اب اور کیا چاہتا ہے فرحت
ہے تیرے ساتھ اک زمانہ نکلے

بارہواں کھلاڑی
افتخار عارف

خوش گوار موسم میں
انگنت تماشائی
اپنی اپنی ٹیموں کو
داد دینے آتے ہیں
خوش دلی کے نعروں سے
حوصلہ بڑھاتے ہیں
میں الگ تھلگ سب سے
بارہویں کھلاڑی کو
ہوٹ کرتا رہتا ہوں
بارہواں کھلاڑی بھی
کیا عجب کھلاڑی ہے
کھیل ہوتا رہتا ہے
شور مچتا رہتا ہے
داد پڑتی رہتی ہے
اور وہ الگ سب سے
انتظار کرتا ہے
ایک ایسی ساعت کا
ایک ایسے لمحے کا
جس میں حادثہ ہو جائے
جس میں سانحہ ہو جائے
پھر وہ کھیلنے نکلے
تالیوں کے جھرمٹ میں
ایک جملۂ خوش کن
ایک نعرۂ تحسین
اس کے نام پر ہو جائے
سب کھلاڑیوں کے ساتھ
وہ بھی معتبر ہو جائے
پر یہ کم ہی ہوتا ہے
پھر بھی لوگ کہتے ہیں
کھیل سے کھلاڑی کا
عمر بھر کا رشتہ ہے
زندگی کا یہ رشتہ
چھوٹ بھی تو سکتا ہے
آخری وسل کے ساتھ
ڈوب جانے والا دل
ٹوٹ بھی تو سکتا ہے
تم بھی افتخار عارف
بارہویں کھلاڑی ہو
انتظار کرتے ہو
ایک ایسے لمحے کا
ایک ایسی ساعت کا
جس میں حادثہ ہو جائے
جس میں سانحہ ہو جائے
تم بھی افتخار عارف
تم بھی ڈوب جاؤ گے
تم بھی ٹوٹ جاؤ گے

Ministry of Treasury and Economics

Ontario

News release

پریمیر ڈیوس نے آج صبح میں
افراط زر کو قابو میں رکھنے کیلئے ایک جامع
پروگرام کا اعلان کیا۔ جس کے تحت دو
صورت حال کا مقابلہ کرنا ہے۔ اول عوام
کی اجرت پر قابو اور دوئم صوبائی انتظامیہ
کے عائد کردہ قیمتوں میں اضافے پر حدود
قائم کرنا۔

پروگرام کے مرکزی حصے کی تکمیل
کرنے کیلئے حکومت نے افراط زر کو قابو میں
رکھنے کے ایکٹ کو آج متعارف کرایا۔ جو
تقریباً ۵۰۰،۰۰۰ عام ملازمین کی اجرت
میں اضافے کی حد قائم کرے گا اور جو جنوری
۱۹۸۴ء سے پہلے تک انتظامیہ کے قیمتوں
کے اضافے کے طریقہ کار پر نظرثانی کرے گا۔

پریمیر نے واضح کیا کہ معیشت کو
قابو میں رکھنے کیلئے حکومت کا پروگرام ایک فوری
قدم ہے۔

"میں سمجھتا ہوں کہ اس کا احساس ہم
سب کو ہے کہ اقتصادی حالت کے حل کا جواب
آسان نہیں۔ جن معاشی مشکلات کا سامنا
ہے، جلد از جلد ان کو حل کر دینا مشکل ہے لیکن
ان کو حل کرنے کا حتمی اصول ضرور ہے جس
کو حکومت کے ہر شعبہ میں اپنانا اور آزمانا
چاہئے"۔ پریمیر نے کہا۔

ابھی ہم ابتدائی مرحلہ پر کام کر رہے
ہیں جس سے نئی نوکریاں پیدا ہونگی اور معاشی
سرگرمیوں میں تحریک پیدا ہوگی۔

ساتھ ہی ساتھ ڈیوس نے دوبارہ
وزیر اعظم ٹروڈو کو مخاطب کرتے ہوئے
کہا کہ معیشت بروز پیروں کی پہلی کانفرنس
کا انعقاد ہونا چاہئے اور دوئم معیشت پر قومی
نظم و ضبط قائم کرنا چاہئے۔ جس میں حکومت
کے تمام شعبے، کارخانے اور مزدور ملوث
ہوں۔

ڈیوس نے کہا کہ اگر یہ تعاون
ناکام ہوگیا تو وہ اونٹاریو میں اپنا الگ
پروگرام متعارف کرائیں گے۔ جو نوکریوں کی
حفاظت اور شہریوں کے فلاح و بہبود کیلئے
ہوگا۔ انہوں نے نشاندہی کی کہ خزانی فریک ملر
اس موسم بہار سے پہلے دوسرا معاشی ابتدائیہ
متعارف کرا چکے ہیں۔

ڈیوس بار بار اس بات کو دہرا رہے کہ وہ
کلی طور پر افراط زر کا مقابلہ کرنے کیلئے قیمت اور اجرت کو
قابو میں رکھنے کے قومی پروگرام کے حق میں ہیں غیر سرکاری
حلقوں کے لوگوں کو حکومت کے اس اقدام میں کسی قبولیتِ
فعل کا اظہار نہیں کرنا چاہئے۔

آج افراط زر کے خلاف معاہدہ کے ایکٹ
میں اونٹاریو کی شرکت کا تعارف کرایا گیا یہ ایکٹ
اونٹاریو کے خزانچی کو پورا اختیار دیتا ہے کہ وہ
قومی اجرت اور قیمت کو قابو میں رکھنے کے پروگرام
سے مکمل اتفاق کریں۔

اسی اثناء میں ڈیوس نے کہا کہ ملک
کا افراط زر کے روک تھام میں کوشش، بذات
خود اونٹاریو میں افراط زر میں کمی کا باعث
بنے گا۔

حکومت کے اجرت کو قابو میں رکھنے
کے پروگرام کے تحت معاہدہ اور تنخواہ کا مجموعہ
جس سے صوبائی اور حکومت کے ملازمین، ان
کے ارکان مجلس اور کونسل، میونسپلٹی کے کارکن
اسکول بورڈ کے ارکان اور تعلیمی ادارے، عدلیہ،
ہسپتال، صحت عامہ کے ادارے اور متعدد سماجی
ادارے اپنے سال رواں میں طے کرتے۔ لیکن اس
کے بعد اجرت اور دیگر فوائد کو آنے والے سال کی
ابتدا کیلئے ۵ فیصد اضافے پر محدود کر دیا جائے گا۔

یہ پروگرام ایک اعلان ہے اور اس
کے تنوع میں تصادم کا انحصار موجودہ معاہدہ
کے حالات پر ہے۔ یہ اعلان یکم اکتوبر ۱۹۸۲ء
سے ستمبر ۳۰ ۱۹۸۳ء تک لاگو رہے گا۔

ڈیوس نے کہا کہ کم آمدنی والوں کی امداد
کے باعث انہیں اس ۵ فیصد اجرت میں اضافے
کے قانون سے مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے۔ علاوہ
کے مقل سال میں باضابطہ گھنٹے کام کرنے والے
ملازمین جن کی آمدنی ۱۵۰۰۰ ڈالر سالانہ سے
کم ہے، کم از کم ۷۵۰ ڈالر تا ۱۰۰۰ ڈالر اضافی
تنخواہ پائیں گے۔ جز وقتی گھنٹے کام کرنے والے ملازمین
کی تنخواہوں میں بھی اسی تناسب سے اضافہ ہوگا۔
یہ قانون عارضی طور پر پابند ہے

اور اشتراک کی حمایت کرتا ہے جبکہ غیر مالی
معاملات میں قانون لاگو نہیں ہوگا۔

حکومت کے عہدہ میں وزارت کی
جانب سے وصول کی جانے والی فیسوں یا قیمتوں
میں اضافہ ۵ فیصد سے زیادہ نہیں ہوگا۔

حکومت کی ایجنسیوں اور بورڈ کی جانب سے
قیمتوں کو مقرر کرنے یا لاگو کرنے پر نظرثانی کیلئے وزراء
کی ایک کمیٹی مقرر کی جائے گی۔ وزراء کی کمیٹی کو اصول
حالات کے مدنظر اضافے کو مناسب سمجھنے پر لاگو
کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

کچھ ایجنسیاں اور جماعتیں جن کی قیمت یا
فیس اس پروگرام سے متاثر ہونگی ان میں گورنمنٹ
اونٹاریو ہائیڈرو، ٹرانسپورٹیشن کمیشن، اونٹاریو ٹیلی
جیسی ٹیلیفون، انشورنس، بیمہ اور خود مختار ٹیلی
فون کمپنیاں شامل ہیں۔

اس قانون کے تحت حکومت کو اختیار
کہ وہ قیمتوں میں اضافے کو ختم کر دے یا اضافے کو
لاگو ہونے کی اجازت میں تاخیر کر دے، جو اضافے
افراط زر کو قابو میں رکھنے کے اصول کے منافی ہوں۔

چیئرمین کنزیومر اور کمرشل ریلیشنز منسٹر
رابرٹ ایلگی (ROBERT ELGIE) کی
ماتحت وزراء کی کمیٹی آج سے لیکر ۳۱ دسمبر ۱۹۸۳ء
تک قیمتوں کے اضافے پر نظرثانی کرے گی۔

بورڈ کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ وہ اس بات
میں غیر سرکاری حلقوں میں اجرت اور قیمتوں کے اضافے
پر نظر رکھے۔

اجرت پر قابو پروگرام کے تحت بورڈ
کمیں سینسر پلان کے اضافے پر بھی اختیار رکھے
گی کہ یہ اضافہ ایکٹ کے منافی تو نہیں۔ اگر کہیں
مناسب سمجھا گیا تو کسی معاملہ پر نظرثانی کرا سکے

مستثنیٰ قرار دیا جا سکتا ہے۔

قانون اور لاگو کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ وہ
کسی بھی پیشکش کردہ قیمت میں اضافے کو مکمل طور پر یا
جزوی طور پر بالکل رد کر دے۔ قیمت میں اضافے
کی تاریخ کو بڑھا دے یا ۵ فیصد سے زیادہ بڑھائی
گئی قیمتوں کو کسی شرح کے ساتھ منظور کر لے۔

افراط زر پر قابو پانے والے بورڈ کے
چیئرمین جیک بڈل (JACK BIDDELL) ہونگے
جو انتظامیہ اور مزدوروں میں با عزت اور جانے
پہچانے ہیں نے ڈیوس نے کہا۔

بڈل اکتوبر ۱۹۷۵ء سے جنوری
۱۹۷۷ء تک فیڈرل اینٹی انفلیشن بورڈ
کے ممبر رہ چکے ہیں۔

الیکشن

۱۹۳۶ء میں واشنگٹن سے ڈیموکریٹک پارٹی کے بیرنے
ری پبلکن پارٹی کی طرف سے ایک شخص کو اس کی قابلیت ثابت کرنے
کے لئے کرور ووٹ دئے جائے اس کی قابلیت نہیں دیکھی ساتھ
لاسٹر نے کوئی دیکھے کہ گیا ایک ووٹ سے جیت گیا۔ امیدوار نے
دستخط کے طور پر اپنے ایک کو کاشتان جیت لیا تھا۔

سی ایس پی افسر کی محبوبہ کا جواب

مائی ڈیئر چوہدری صاحب!

ہائے!

کیسے ہو ڈارلنگ! آپ کا لو لیٹر ملا۔ دل بہت خوش ہوا لیٹر دونوں معنوں میں آپ کے لیٹر کے جواب سے پہلے ہی مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ آپ کی پروموشن ہو گئی ہے مبارک ہو۔ اب تو ہمارا باقاعدہ گریڈ ہو گا کیونکہ آپ کا ہولڈ پورے ڈویژن پر ہو گیا ہے بس اب مجھے نہیں پتہ آپ ٹیلی ویژن پر مجھے خبریں پڑھنے یا اناؤنسر بننے پر ضرور لگوا دیں کیونکہ بائی گاڈ میں یہ DESERVE کرتی ہوں،

میرا فگر اور میرا حسین دلکش FACE کوئی نہیں بڑھ سکتی۔ ایک تو اردو زبان کی یہ بڑی مصیبت ہے کتنا اچھا ہے۔ آواز اور تلفظ کا کیا ہے۔ آتے آتے آ ہی جائے گا باقی تمام خبریں پڑھنے والیوں کو تو آہستہ آہستہ بھی نہیں آیا اور ٹی وی پر آواز اور تلفظ پہ کون دھیان دیتا ہے سب انہیں دیکھتے ہیں تو وعدہ دم تا۔ ویسے سچی آپ بہت بڑے LIER ہیں آپ نے آج تک سرگودھا والا پرامس پورا نہیں کیا۔ پھر میں آپ کو کیا جواب دے سکتی ہوں۔ جہاں تک آپ کے میشل یول کا تعلق ہے معاف کیجئے گا وہ میرے مقابلے میں آپ کا بھی بہت لیست ہے اس کا سب سے بڑا ثبوت آپ کی CONTINOUS پروموشن ہیں۔ ہاں البتہ اگر میرا آپ کا ساتھ ہو جائے تو پھر دیکھئے گا میں آپ کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتی ہوں مگر اس کی ایک شرط ہے کہ اپنی سرگودھا والی بیوی کو طلاق دو۔ ورنہ مجھے ٹی وی پر ضرور اناؤنسر یا نیوز ریڈر بنوا دو۔ پھر شادی کا مسئلہ بھی فوراً حل ہو جائے گا۔ آپ کا بھیجا ہوا کولون مل گیا۔ شکریے کے ساتھ واپس کر رہی ہوں۔ یہ کولون آپ کی سرگودھا والی کے ٹیسٹ کا ہو سکتا ہے۔ میرا نہیں بھیجنا ہو تو چارلی بھیجیں۔

فقط

(آپ کی مونا محمد سنجیدہ کیمبرج)

شاعر کی جانِ غزل کا جواب

میری دید کے پیاسے شاعر!

میں کیا عرض کروں کہ سوائے اس کے کہ

انہی پتھروں پہ چل کر اگر آ سکو تو آؤ!

مرے گھر کے راستے میں کوئی کہکشاں نہیں ہے

مگر جاناں!

تم آئے ہو نہ شبِ انتظار گزری ہے

تلاش میں ہے سحر بار بار گزری ہے

میرے محبوب!

جواب آنے لگا!

تمہارے انتظار نے تمام رات سولی پر

چڑھائے رکھا

مگر!

تم نہ آئے تو کیا سحر نہ ہوئی

ہاں مگر چین سے بسر نہ ہوئی

میرے عبد القدوس تاسن کیسے میری دید کے پیاسے ہو کہ تم نے آکر مجھے اپنی شکل بھی نہ دکھائی شاید خط کا جواب لیٹ ہو گیا ہے۔ اس لیے ناراض ہو۔

رنجش ہی سہی دل ہی دکھانے کے لئے آ

آ پھر سے مجھے چھوڑ کے جانے کے لئے آ

دیکھ لو کیسا شعروں کا جواب شعروں سے دیا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ مجھ میں شاعری کا ذوق نہیں تم نے میرا نام بدل کر غزل رکھ دیا ہے مجھے بہت اچھا لگا ہے۔

(مہدی غزل)

ٹرک والے کی جانِ جگر کا جواب

جان سے پیارے یار شہزادے!

خود ہی ناراض کرتے ہو۔ پھر کہتے ہو ناراضگی کی کیا بات ہے ایک تو تمہارا کنڈیکٹر اتنا ذلیل کا بچہ ہے کہ دل کرتا ہے کہ بٹھا کے جوتوں سے چھتر لگاؤں۔ کرایہ ٹھوک دو چار جوتے لیتا ہے وہ دکھ اور جو چھیڑیاں، مسخریاں کرتا ہے وہ دکھ۔ میں تمہاری یا اس کی نوکر کی کوئی بیاہی بیٹھی ہوں۔ تم میری ماں سے رشتے کی بات تو کرتے مگر وہ اپنے آٹھ بچوں کی ماں کو گھر سے دو دیا کیوں

نہیں کرتے ہفتہ میں کا غذ کھا کر۔ تمہاری تو ماری گئی ہے مت۔ میں تو گھروں کو ٹھیوں کی صفائی اور تم دو مجھے صرف دس روپے روزانہ۔ اور وہ اسے تمہاری ساری کمائی جرائے مجھے پتہ ہے تم اپنے مالکوں کو چنا ٹانکا لگاتے ہو۔ اور وہ سارے کا سارا اپنی اماں کو جا کر دے دیتے ہو۔ میں جو گھر صفائی بند کر دوں تو میری ماں مجھے جھاڑوؤں سے پھینڈ لگاتی ہے۔ تم نے جو کرنا ہے جلدی کرو۔ ورنہ میں آج ہی اگریشگ کے بھرا کے ساتھ اتوار کو چڑی گھر کی سیر کو ضرور جاؤں گی۔ اب تو اسے ریلوے کے پلیٹ فارم پر بڑے جھاڑو والی نوکری مل گئی ہے وردی الگ انعام اکرام الگ اور وہ گاڑی کی سیٹوں پر قبضہ کر کے جو کچھ الگ ہے۔ کل کہہ رہا تھا کہ گریڈ ۱۹ کی اور اس کی کمائی ایک برابر ہے۔ جواب جلدی دینا ورنہ ساری عمر اپنی آٹھ بچوں والی کا کوٹھا چھتے رہ جاؤ گے۔

(تمہاری معشوقہ جان)

اناؤنسر کی شیریں کا جواب

پیارے نعیم سیاہ رنگ والے!

تم ریڈیو پاکستان لاہور سے لو یا ٹیلی ویژن پر جلیبہ ایگاڑ کر آؤ میری بلا سے۔ بڑے ہیرو بنتے ہو آخر اتنا جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے کہ جب سے تم نے مجھے دیکھا ہے اور چاہا ہے تم غلط ملط اناؤنسمنٹ کرنے لگے ہو۔ خدا سے ڈرو مجھ پر اتنا بڑا بہتان لگانے والے پر براڈ کاسٹنگ کا خون میری گردن پر کیوں ڈال رہے ہو۔ کچھ غلطیاں تو تم اس وقت سے کر رہے ہو جب سے ریڈیو پر ملازم ہو اور کچھ غلطیاں اب جب سے بی اے کی سند لی ہے کر رہے ہو۔ اور نام لگا رہے ہو میرا۔ باقی رہا ایڈورٹائزنگ ایجنسی کھولنے کا سوال تو یہ کام اب خاصا کامن ہو گیا ہے اور میں نے تو آج تک کسی جیسا تماش نہیں بنا میں کسی کی نقل میں ایجنسی کھولنے کی بات نہ کر سکتی ہوں۔ نہ سن سکتی ہوں، اور نہ مجھ میں ایسا کرنے کا STAMINA ہے۔ ایجنسی کھولنا ہو لوگوں کی رنگ برنگی باتیں سننے کے لئے حوصلہ چاہیے۔ تم صرف مجھے ریڈیو پر کوئی پروگرام دلوا دو۔ کبھو تو کل آ جاؤں۔ اور ہاں گیٹ پر تمہارے شکور نے لاٹل اپنے حساب میں سے اور ہاں تمہارے حساب میں کھلا دیا تھا بے چارہ بڑا ہمدرد ہے افسوس کر رہا تھا کہ بے چارے اناؤنسر کی اتنی آمدنی نہیں کہ آپ کو بوتل کی صلح مار سکے۔ اس لئے میں پلا دیتا ہوں۔ جواب جلد دینا۔

(تمہاری رشید خاتون)

ادیب کی خوابوں کی شہزادی کا جواب

میرے جلیب!

مجھے تو آج پتہ چلا کہ میں آپ کی کہانیوں کا مرکزی خیال اور آپ کے خوابوں کی شہزادی ہوں اور بدقسمتی تو آپ جیسے حساس اور انا اپنی روح رکھنے والے ادیب کو زندگی کی ساتھی نہ مل جائے اور کوئی ذوق ملی جس نے آپ کی زندگی کو ظلمتوں کے اندھیروں سے بھر دیا۔ نہ صرف یہ بلکہ ایک شادی کے قابل جوان لڑکی کا باپ بھی بنا دیا۔ کیا بتاؤں جب سے سنا ہے دل کا شیشہ تار تار۔۔۔ اوہ نہیں، بلکہ چکنا چور ہو گیا ہے کتنے مظلوم ہیں آپ۔ بس اس کے جواب میں یہی کہہ سکتی ہوں۔

پھیلی ہوئی ہیں سپنوں کی باہیں

آ جا چاہیں کہیں دور کہیں دور

لیکن اس سے پیشتر سوا سوا لاکھ والے پلاٹ پر تعمیر کے لئے قرضے کی درخواست ضرور دے دیں

فقط

(آپ کی گلاب کی پتی)

حلوائی کی معشوقہ کا جواب

وے جھیا۔

ڈرٹ فٹے منہ تیرا۔ لخ لعنت اے۔ وے چھبیڑے سے بو لنگڑے کے ہتھ قلاقند کا دونا بھیج دیا۔ آدھا تو اس نے رستے میں اڑا لیا۔ اور آدھا گئے میں لپڑ کرے آیا۔ میں کیا کھاتی تمہارا اور وہ تمہاری اوڈلی چھوٹے کی ماں کو کب سے تمہارے میرے پر شک ہے اس دن مجھے جلیبیوں کا چھالنہ دے کر اس سے ڈر کر باہر تھڑے پر سو گئے۔ میں نے جلیبیوں کی خاطر رات کی روٹی بھی نہیں کھائی۔ جھکی پیاسی تم کو اڈیکتی رہی۔ مگر بے وفا تم نہ آئے۔ اپنی بھینس جیسی ووہٹی کو منع کر لو۔ آتے جاتے لڑائی کا ٹنڈ نکال لیتی ہے میرا تو پھر تمہیں پتہ ہی ہے غصہ آ گیا تو تم

پتنت کر دوں گی ــــــ اس کا سمیت تمہارے چھوٹوں کے

(تمہاری برفی کی ڈلی)

طالبِ علم کی جانِ من کا جواب

آپ جیسا کوئی میرے دل میں آئے

تو بات بن جائے۔۔۔۔۔۔۔۔

دیکھیں جی کامران صاحب ویسے تو سب

ٹھیک ہے مجھے منظور ہے آپ کی محبت مگر میں ابھی بچی ہوں یہ فل ٹائم عشق افورڈ نہیں کر سکتی۔ نہ ہی عشق پر تمام عمر بسر کر سکتی ہوں۔ وقتی طور پر دل بہلانے کے لئے یہ مشغلہ عجیب ہے۔ تحائف کے لینے پر بھی مجھے اعتراض نہیں مگر یہ گھٹیا سے عطر میں لسا رومال مجھے قطعاً پسند نہیں۔ آخر اتنی معمولی چیز پر تو عشق نہیں کیا جا سکتا۔ کوئی اچھا سینٹ یا کولون بھیجیں تو بات بن جائے۔ رنگ گورا کرنے کے لئے ابٹن تو آؤٹ آف ڈیٹ ہو چکا ہے سٹی بین بلیچ کی آٹھ دس شیشیاں بھجوا دیں۔ سنا ہے آپ ٹیوشن پڑھا کر کافی پیسہ کما لیتے ہیں۔ ویسے اگر آپ بی اے، ایم اے کر کے سی ایس ایس یا پی ایچ ڈی کریں تو ایم جیسی کی صورت میں آپ پر غور کیا جا سکتا ہے کیونکہ آپ کی شکل عمران خان سے ملتی ہے کبھی مجھے پرانی پیژوتی کے سامنے ولے سینما میں ملیں۔ بقیہ تفصیلات وہیں طے ہوں گی۔

(آپ کی ذہینت انشاں)

کسان کی کلی کا جواب

پیارے ملک صاحب!

تم کیوں اتنا غم اور فکر کرتے ہو۔ تمہیں کہ معاشی اور معاشرتی الجھنیں ہوں۔ میں ہر حال میں تمہاری ہوں۔ منگیتوں کا کیا ہے تو ایسے ہی اپنی ویلیو بڑھا رہے ہیں۔ تم بالکل فکر نہ کرو تم نے سب اچھی طرح

کی شادی جیسی مرضی دھوم دھام سے کرو۔ تمہارا ہاں تھا اس چیز کی ہی ہے جو سامان پہلے کا رکھا ہے نہیں دے دو گے تو رخصت کرو۔ ایک تو دیسے فیلے اور رشتہ داروں میں ٹیکا ہو جائے گا اس کے بعد لینے لئے LATEST ماڈل کا ڈیک دو سپیکر والا۔ کلر ٹی وی جس کے ساتھ وی سی آر اور گھڑی ہو۔ اوون، ہیرڈرائر، فریج ائیر کنڈیشنڈ لیں گے۔ آپ فکر نہ کریں میں نے ایم اے میں داخلہ لے لیا ہے۔ شادی کروں گی تو آپ سے ورنہ نہیں کروں گی۔ بینک منیجر تو کیا جو آسائش اور سہولتیں مجھے آپ دے سکتے ہیں وہ اور کوئی بھی نہیں دے سکتا۔ میں تو اس زندگی کا شدت سے احساس کر رہی ہوں۔ مگر پہلے بیٹیک لے گھر کا دکھی دور کر دو۔ میں نہیں چاہتی کہ پھر گھر میں کوئی بھی میری کسی چیز کا حصہ دار ہو۔ یہ پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ تم نے چیانام اللہ دتہ کی بجائے اسے ڈی بیگ کر لیا

تمہاری اور صرف تمہاری

شمع جبیں

قومی کھلاڑی

کرکٹ کے کھلاڑی نے ڈاکٹر سے کہا۔ میں ایک عجیب مرض میں مبتلا ہوں۔ رن مجھ سے رن بنتے ہیں نہ باؤلنگ کی جاتی ہے۔ فیلڈنگ کرتے وقت میرا دم گھٹنے لگتا ہے۔ کیچ کے وقت بال نظر نہیں آتی بتایئے ڈاکٹر صاحب میں کیا کروں؟ ڈاکٹر نے کہا تمہارے مرض کا ایک ہی علاج ہے کرکٹ کھیلنا چھوڑ دو۔ یا ممکن کھلاڑی بولا اب تو مجھے قومی ٹیم میں شامل کیا جا رہا ہے۔

شادی کے بعد پہلا بچہ ــــ اور وہ بھی لڑکا۔ وہ بے حد خوش تھا۔ حالانکہ بے کار تھا، لیکن اس نے بیوی کا زیور بیچ کر رشتے داروں، دوستوں اور پڑوسیوں کی شاندار دعوت کی اور دیسی گھی کے لڈو تقسیم کئے ــــــــــ دوسرے بچے کی پیدائش پر بناسپتی گھی کے لڈو بانٹے گئے اور تیسرے بچے کے جنم پر صرف جلیبیاں۔

اور ساتویں بچے کی پیدائش پر جب میں اس کے گھر مبارک باد دینے گیا تو وہ پھیکی پھیکی ہنسی کے ساتھ بولا "اس میں مبارک باد دینے کی کیا بات ہے، بچے تو ہوتے ہی رہتے ہیں"